www.iqbalkalmati.blogspot.com

7

اسلامیات، معاشرتی علوم

وزیراعلیٰ پنجاب کا پروگرام برائے تعلیمی اصلاحات

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں: www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

معاشرتی علوم

7

پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جملہ حقوق بحق پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ محفوظ ہیں

تیار کردہ پنجاب ٹیکسٹ بورڈ، لاہور

منظور کردہ وفاقی وزارت تعلیم حکومت پاکستان، اسلام آباد۔

اس کتاب کا کوئی حصہ نقل یا ترجمہ نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی اسے ٹیسٹ پیپرز۔ گائیڈ بکس، خلاصہ جات اور نوٹس یا امدادی کتب کی تیاری میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔

فہرست مضامین

باب	عنوان	صفحہ نمبر
1	پاکستان اور مسلم ممالک	1
2	اسلامی معاشرہ	7
3	اسلامی دنیا میں نو آبادیاتی نظام	15
4	مسلمانوں میں بیداری	18
5	مسلم دنیا کے طبعی خدوخال	27
6	مسلم ممالک کی آب وہوا	36
7	مسلم ممالک کے وسائل	39
8	مسلم دنیا کے لوگ	49
9	مسلم ممالک کی تجارت	54
10	پاکستان میں شہری زندگی	59

مصنفین ☆ ڈاکٹر حسن عسکری رضوی ☆ نگہت ناہید

مدیران ☆ سید مسعود رضا ☆ سبط حسن

نگران ☆ مسز صائمہ چودھری ☆ محمد اکرم ڈوگر

ناشر:۔ **مطبع:۔**

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

PESI www.iqbalkalmati.blogspot.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

1 پاکستان اور مُسلم ممالک

مسلمان ممالک کئی براعظموں میں واقع ہیں۔ ان میں سے کافی ممالک ایک دوسرے سے متصل ہیں۔ ان ممالک کی معاشرتی، سیاسی اور اقتصادی زندگی پر اسلام کی بہت گہری چھاپ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ایک مسلمان اپنے ملک سے کسی دوسرے اسلامی ملک جاتا ہے تو وہ زیادہ اجنبیت محسوس نہیں کرتا۔ اگرچہ ان ممالک کی زبان، رہن سہن کے طریقے اور سماجی حالت ایک دوسرے سے بہت مختلف ہے لیکن اِسلام نے زبان، رنگ اور نسل کے فرق کو ختم کر دیا ہے۔ ان ممالک میں بسنے والے مسلمان مل کر اِسلام کی عالمی برادری یعنی ملّتِ اِسلامیہ بناتے ہیں۔

اگر مسلم ممالک کے نقشے پر غور کریں تو یہ واضح ہوتا ہے کہ بیشتر مسلم ممالک پاکستان کے شمال مغرب اور جنوب مغرب میں واقع ہیں یہ وسط ایشیا، مشرق وسطیٰ اور افریقہ کے مسلم ممالک ہیں۔ پاکستان کے مشرق میں اہم اِسلامی ممالک بنگلہ دیش، ملائیشیا اور انڈونیشیا ہیں۔ مسلم ممالک کی سطح زمین پہاڑوں، دریائی میدانوں، سطوح مرتفع اور ریگستانوں پر مشتمل ہے۔ چونکہ مسلم ممالک کئی براعظموں میں واقع ہیں اس لیے ان کی آب وہوا میں کافی فرق ہے۔ اکثر ممالک میں زراعت سب سے بڑا ذریعہ معاش ہے۔ بعض معدنی دولت سے مالا مال ہیں اور کچھ ممالک صنعتی میدان میں ترقی کی منازل طے کر رہے ہیں۔

مسلم ممالک کی اہمیت

کسی ملک کی جغرافیائی، معاشی اور دفاعی اہمیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ وہ دنیا کے کس حصے میں واقع ہے۔ اس ملک میں کس قسم کے معدنی ذخائر اور زرعی دولت ہے اور کون سے اہم تجارتی راستے اس ملک کے قریب سے گزرتے ہیں۔ مسلم ممالک کو اپنے رقبے کی وسعت، محلِ وقوع اور معدنی دولت کی وجہ سے دفاعی اہمیت حاصل ہوگئی ہے اور تمام دنیا اس اہمیت کو تسلیم کرتی ہے۔

مسلم ممالک دنیا کے وسیع رقبے پر پھیلے ہوئے ہیں۔ بہت سے ممالک ایسے خطوں میں واقع ہیں جو خلیج فارس اور بحر ہند کے دفاع کے لیے اہمیت کے حامل ہیں۔ کئی تنگ بحری راستے مسلم ممالک میں ہیں یا ان کے قریب واقع ہیں۔ خلیج کے دونوں طرف مسلم ممالک ہیں اور یہ راستہ تمام دنیا کو تیل مہیا کرنے کے لیے بہت اہم ہے۔ ترکی کے درہ دانیال اور آبنائے باسفورس دفاعی اعتبار سے قابل ذکر ہیں۔ یہ بحیرۂ روم سے بحیرۂ اسود میں داخل ہونے کا راستہ ہے۔ روس جیسی عالمی طاقت کو بحیرۂ روم میں داخل ہونے کے لیے اسی راستے سے گزرنا پڑتا ہے۔

جنوب مشرقی ایشیا میں ایک اہم بحری راستہ آبنائے ملاکا سے گزرتا ہے جو کہ ملائیشیا اور انڈونیشیا کے جزیرے سماٹرا کے درمیان واقع ہے۔ اگر اس راستے کو بند کر دیا جائے تو بحری نقل وحمل اور بین الاقوامی تجارت درہم برہم ہو جائے گی۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تجارتی اور بحری نقل وحمل کے لیے نہر سویز بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ یہ بحیرۂ روم کو بحیرۂ قلزم سے ملاتی ہے۔ نہر سویز کی وجہ سے یورپ اور ایشیائی ممالک کے درمیان فاصلہ کافی کم ہو گیا ہے۔ ہر روز بہت سے تجارتی اور تیل بردار جہاز نہر سویز سے گزرتے ہیں۔ یہ نہر اسلامی ملک مصر کی سرزمین میں واقع ہے۔

افریقہ اور ایشیا کے کئی اسلامی ممالک بحر ہند اور بحیرۂ عرب کے ساحل پر واقع ہیں۔ ان میں صومالیہ، یمن، پاکستان اور انڈونیشیا شامل ہیں۔ برونائی دارالسلام بحر الکاہل میں واقع ہے اور جزائر مالدیپ بحر ہند میں واقع ہیں۔ ایشیا اور یورپ کے درمیان تجارت کے تمام بحری راستے بحر ہند سے گزرتے ہیں، جس کی وجہ سے ساحل پر واقع اسلامی ممالک کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اس کے علاوہ مشرق اور مغرب کے درمیان تمام بڑے ہوائی راستے مسلم ممالک سے گزرتے ہیں۔

بہت سے اسلامی ممالک معدنی دولت سے مالا مال ہیں۔ خلیج اور مشرق وسطی کے کئی ممالک خصوصاً سعودی عرب، کویت، عراق اور ایران میں بہت بڑی مقدار میں خام تیل نکلتا ہے۔ دنیا کے بیشتر ممالک ان مسلم ممالک سے تیل حاصل کرتے ہیں۔ یہ تیل اور اس سے تیار شدہ پٹرولیم کی اشیاء ان ممالک کی اقتصادیات اور دفاعی منصوبوں کے لیے بہت ضروری ہیں۔ خام تیل کے علاوہ مسلم ممالک میں دوسری اہم معدنیات بھی ملتی ہیں۔ ان میں یورینیم اور قدرتی گیس قابل ذکر ہیں۔ زرعی پیداوار میں کپاس، گندم، چاول، پٹ سن اور خوردنی تیل کافی مقدار میں ہوتے ہیں۔

افریقہ کے مُسلم ممالک

برِاعظم افریقہ میں بیس ممالک ایسے ہیں جن میں مُسلمانوں کی آبادی پچاس فیصد سے زیادہ ہے۔ ان کے نام یہ ہیں، الجزائر، تیونس، جبوتی، چاڈ، سوڈان، سینیگال، صومالیہ، جزیرہ کوموروس، گیمبیا، جمہوریہ گنی، لیبیا، مراکش، مالی، موریطانیہ، مصر، نائیجیریا، نائیجر اور اریٹریا۔

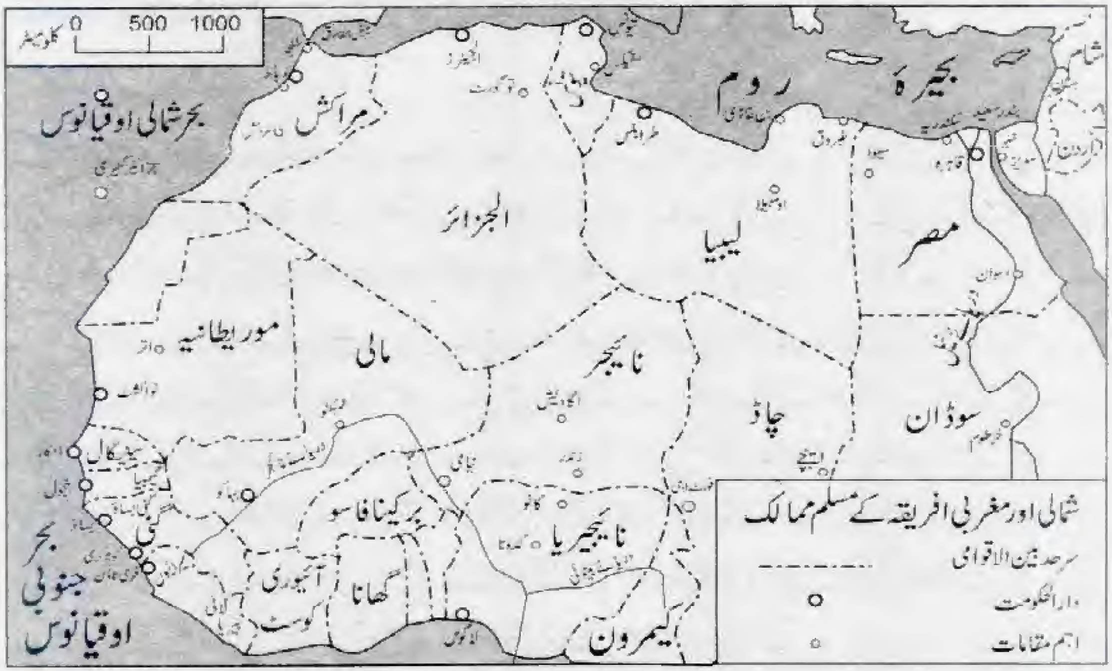

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

رقبے کے اعتبار سے سوڈان براعظم افریقہ میں سب سے بڑا ملک ہے۔اس کا رقبہ قریباً پچیس لاکھ پانچ ہزار آٹھ سو تیرہ مربع کلومیٹر ہے۔ایک اندازے کے مطابق اس کی آبادی تین کروڑ چھبیس لاکھ ہے اور اس کے دارالحکومت کا نام خرطوم ہے۔قومی زبان عربی ہے لیکن انگریزی بھی سمجھی جاتی ہے۔

رقبے کے اعتبار سے الجزائر دوسرا ملک ہے۔اس کا رقبہ تقریباً تئیس لاکھ اکاسی ہزار سات سو اکتالیس مربع کلومیٹر ہے۔ایک اندازے کے مطابق اس کی آبادی دو کروڑ پچاسی لاکھ چھتر ہزار نفوس پر مشتمل ہے اور اس کے دارالحکومت کا نام الجیئرز ہے۔قومی زبان عربی ہے۔

اس کے علاوہ لیبیا اور مصر دو اہم ممالک ہیں۔لیبیا کا رقبہ قریباً سترہ لاکھ انسٹھ ہزار پانچ سو چالیس مربع کلومیٹر ہے۔ایک اندازے کے مطابق اس کی آبادی پچپن لاکھ ساٹھ ہزار ہے اور دارالحکومت کا نام طرابلس ہے۔مصر کا رقبہ قریباً دس لاکھ ایک ہزار چار سو انچاس مربع کلومیٹر ہے۔ایک اندازے کے مطابق اس کی آبادی قریباً چھے کروڑ ہے اور دارالحکومت کا نام قاہرہ ہے۔

مشرقِ وسطیٰ کے مسلم ممالک

اس خطے میں نام نہاد اسرائیل کے علاوہ تمام ممالک اسلامی ہیں۔مشرقِ وسطیٰ کے مسلم ممالک کے نام یہ ہیں۔اردن، اومان، ایران ،بحرین، ترکی، سعودی عرب، شام، عراق، قطر، کویت، لبنان اور متحدہ عرب امارات۔

ان میں چند ایک کی آبادی اور رقبے کی کیفیت حسب ذیل ہے:۔

پاکستان کے مغرب میں ایران کا ملک ہے۔قدیم زمانے سے اس کے ساتھ ہمارے ثقافتی اور تمدنی روابط رہے ہیں۔اس کا رقبہ قریباً سولہ لاکھ چھیالیس ہزار سات سو چھبیس مربع کلومیٹر ہے اور ایک اندازے کے مطابق آبادی قریباً چھے کروڑ بیاسی لاکھ ترانوے ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔دنیا کی سیاست میں خلیج فارس کی وجہ سے ایران کو بہت اہمیت حاصل ہے۔

ایک اندازے کے مطابق ترکی کی آبادی قریباً چھے کروڑ اکیس لاکھ اکہتر ہزار نفوس پر مشتمل ہے اور رقبہ سات لاکھ اسی ہزار پانچ سو اسی مربع کلومیٹر ہے۔

مشرقِ وسطیٰ میں رقبے کے اعتبار سے سعودی عرب سب سے بڑا ملک ہے۔اس کا رقبہ قریباً اکیس لاکھ انچاس ہزار چھے سو نوے مربع کلومیٹر ہے اور آبادی قریباً ایک کروڑ اناسی لاکھ ہے۔اس کا دارالحکومت ریاض ہے۔سعودی عرب تیل کی دولت سے مالا مال ہے۔اسے اسلامی دنیا میں احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے کیونکہ حرمین شریفین یعنی مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اس سرزمین پر واقع ہیں۔

جنوبی ایشیا کے مسلم ممالک

جنوبی ایشیا میں پاکستان، بنگلہ دیش اور مالدیپ اسلامی ممالک ہیں۔

اس خطے میں پاکستان کو سیاسی اور جغرافیائی لحاظ سے بہت اہم مقام حاصل ہے۔پاکستان کا رقبہ قریباً سات لاکھ چھیانوے ہزار چھیانوے مربع کلومیٹر اور ایک اندازے کے مطابق آبادی قریباً ساڑھے چودہ کروڑ ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اس خطے میں دوسرا اسلامی ملک بنگلہ دیش ہے۔اس کا رقبہ 144000 مربع کلومیٹر اور ایک اندازے کے مطابق آبادی قریباً 13 کروڑ ہے۔اس کے دارالحکومت کا نام ڈھاکہ ہے۔

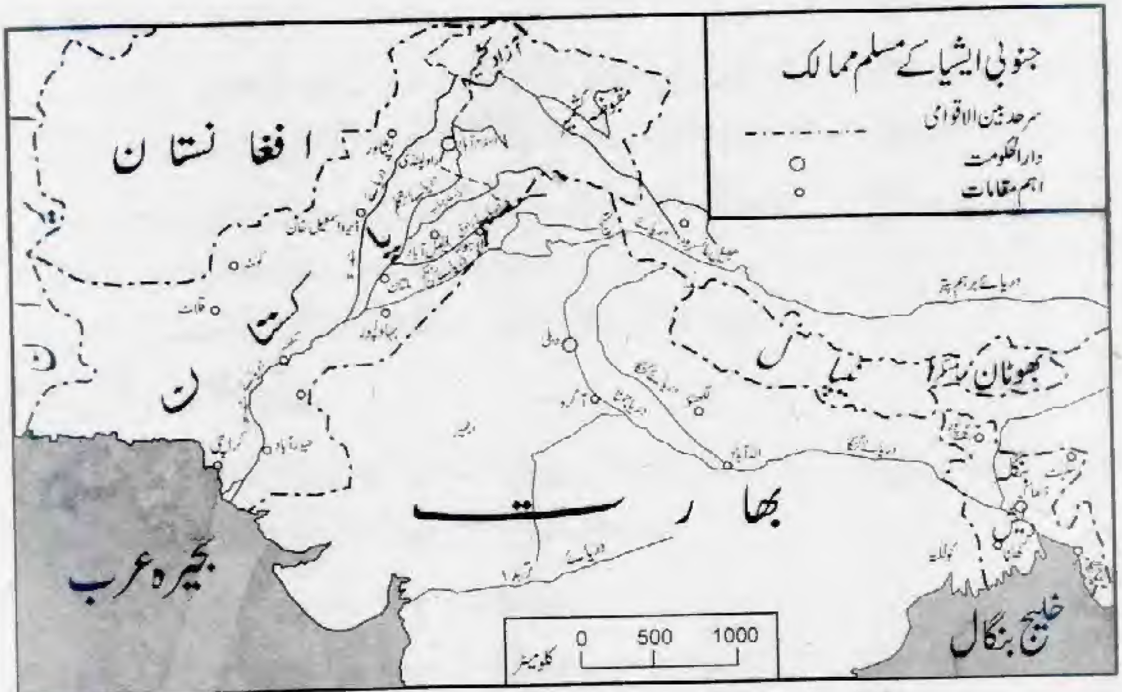

مالدیپ چند جزائر پر مشتمل اسلامی ملک ہے جو کہ بحرِ ہند میں سری لنکا سے 650 کلومیٹر کے فاصلے پر جنوب مغرب میں واقع ہے۔اس کے دارالحکومت کا نام مالے ہے۔

پاکستان کے شمال مغرب میں افغانستان واقع ہے، اسے مشرق وسطیٰ اور جنوبی ایشیا کا حصہ سمجھا جاتا ہے۔آبادی اور رقبے کے اعتبار سے افغانستان پاکستان سے چھوٹا ہے۔ افغانستان کا رقبہ 647500 مربع کلومیٹر ہے۔ایک اندازے کے مطابق اس کی آبادی قریباً اڑھائی کروڑ ہے۔اس کے دارالحکومت کا نام کابل ہے۔

وسط ایشیا کے مسلم ممالک

سابق سوویت یونین کے ٹوٹنے کے بعد قازقستان، ازبکستان، ترکمانستان، کرغیزستان، تاجکستان اور آذربائیجان کے مسلم ممالک آزاد ہوگئے۔ان ممالک کی سرحدیں ایران، افغانستان، روس اور چین سے ملتی ہیں۔سمرقند، تاشقند اور بخارا ان ممالک کے اہم شہر ہیں۔ماضی میں یہ شہر اسلامی تہذیب کے مراکز تھے۔

جنوب مشرقی ایشیا کے مسلم ممالک

اس خطے میں دو اہم مسلم ممالک واقع ہیں۔یہ انڈونیشیا اور ملائیشیا ہیں۔انڈونیشیا تیرہ ہزار سے زیادہ جزائر پر مشتمل ہے۔آبادی کے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

لحاظ سے یہ سب سے بڑا اسلامی ملک ہے۔ ایک اندازے کے مطابق اس کی آبادی قریباً 19 کروڑ ہے اور رقبہ قریباً انیس لاکھ تین ہزار چھ سو پچاس مربع کلومیٹر ہے۔ اس کے دارالحکومت کا نام جکارتہ ہے۔ ملائیشیا کا رقبہ تین لاکھ انتیس ہزار سات سو انچاس مربع کلومیٹر اور ایک اندازے کے مطابق آبادی قریباً دو کروڑ ہے۔ اس کے دارالحکومت کا نام کوالالمپور ہے۔ دنیا کی ربڑ اور ٹن کی پیداوار کا قریباً ایک تہائی اس ملک میں ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ملاکا کی اہم بحری گزرگاہ ملائیشیا کے پاس ہے۔

وہ ممالک جن میں مُسلمان معقول تعداد میں آباد ہیں

ایسے ممالک کی تعداد بھی کافی ہے جن میں مسلمان خاصی تعداد میں آباد ہیں۔

براعظم افریقہ میں ایتھوپیا (حبشہ)، بینن، موزمبیق، سیرالیون، لائبیریا، گنی بساؤ، ملاوی، کیمرون، ٹوگو، تنزانیہ، کینیا، برکینا فاسو، آئیوری کوسٹ، موریشس، یوگنڈا اور گھانا کے نام مشہور ہیں۔

براعظم یورپ میں البانیہ اور بوسنیا ہرزگووینا مسلم اکثریت کے ممالک ہیں۔ دیگر یورپی ممالک میں بھی مسلمان آباد ہیں۔ مسلم ممالک کے کافی شہری روزگار یا کاروبار کے سلسلے میں یورپی ممالک میں رہتے ہیں۔ اس طرح نقل مکانی سے کینیڈا اور امریکہ میں بھی مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔

جنوبی ایشیا میں بھارت میں مسلمانوں کی آبادی پندرہ کروڑ سے زیادہ ہے۔ اگرچہ مسلمان بھارت کے مختلف علاقوں میں آباد ہیں، لیکن ان کی زیادہ تر آبادی اترپردیش (یو۔ پی)، بہار، مہاراشٹر، آسام اور کیرالہ کے صوبوں میں ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جنوب مشرقی ایشیا کے کئی ممالک میں بھی مسلمان آباد ہیں۔ سنگاپور، تھائی لینڈ اور فلپائن میں اچھی خاصی تعداد میں مسلمان آباد ہیں۔

عوامی جمہوریہ چین کے مغربی صوبہ سنکیانگ اور جنوبی صوبوں میں مسلمان خاصی تعداد میں آباد ہیں۔

سوالات

(الف) جواب دیں۔

1:- عالمی سطح پر مسلمان ممالک کو جو اہمیت حاصل ہے، اس پر جامع مضمون لکھیے۔

2:- براعظم افریقہ میں واقع مسلم ممالک کون کون سے ہیں؟

3:- رقبے کے لحاظ سے کون سا مسلم ملک سب سے بڑا ہے؟

4:- ان ممالک کے نام لکھیے جو مسلم ممالک تو نہیں البتہ وہاں مسلمان معقول تعداد میں آباد ہیں۔

5:- براعظم ایشیا میں واقع مسلم ممالک کے نام لکھیے نیز یہ بھی بتائیں کہ آبادی کے لحاظ سے کون سا اسلامی ملک اس خطے میں سب سے بڑا ہے؟

(ب) درج ذیل بیانات میں سے جو صحیح ہیں، ان کے سامنے ''ص'' اور جو غلط ہیں، ان کے سامنے ''غ'' لکھیں۔

I- پاکستان کا شمار جنوبی ایشیا کے مسلم ممالک میں ہوتا ہے۔

II- پاکستان کا شمار جنوب مشرقی ایشیا کے مسلم ممالک میں ہوتا ہے۔

III- انڈونیشیا آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا اسلامی ملک ہے۔

IV- مشرق وسطیٰ کے بیشتر ممالک معدنی دولت سے مالا مال ہیں۔

V- افریقہ اور ایشیا کے کئی اسلامی ممالک بحر ہند اور بحیرۂ عرب کے ساحل پر واقع ہیں۔

عملی کام

(ج) مسلم ممالک کے خاکے میں مسلم ممالک کے نام لکھیں۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

2 اِسلامی مُعاشرہ

اِسلام سے پہلے عرب مُعاشرے کی حالت

ظہورِ اِسلام سے پہلے کے دور کو زمانۂ جاہلیت کہا جاتا ہے۔ اس دور میں عربوں کی مذہبی، مُعاشرتی، سیاسی اور اقتصادی حالت سخت خراب تھی۔ پورا مُعاشرہ جہالت، کُفر اور گمراہی میں مبتلا تھا۔ انھیں نظامِ حکومت و ریاست کا کچھ پتہ نہ تھا اور مُعاشرے میں انسانی قدروں کو پامال کیا جاتا تھا۔

1- مذہبی زندگی

اسلام کی آمد سے پہلے عربوں میں بُت پرستی عام تھی۔ ہر قبیلے کا اپنا خدا تھا اور اپنے دیوی دیوتا تھے۔ بُتوں کے علاوہ یہ لوگ سُورج، چاند ،ستاروں اور ہوا کی پوجا کرتے تھے۔ وہ توہمات میں بھی مبتلا تھے۔ دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لیے انسانی قُربانی کا رواج تھا۔

زمانۂ جاہلیت کے عربوں نے خانہ کعبہ کو بُتوں سے بھر رکھا تھا۔ یہاں پر ایک سالانہ میلہ لگتا تھا جس میں ناچنا گانا اور شراب پینا مذہبی رُسومات کا حصہ سمجھا جاتا تھا۔

2- مُعاشرتی زندگی

اس زمانے کی معاشرت اور بودوباش بہت خراب تھی۔ کسی جامع ضابطۂ اخلاق کے نہ ہونے کی وجہ سے چھوٹی چھوٹی باتوں پر دنگا فساد اور قتل وخون ہونا معمولی بات تھی۔ باہمی مخالفتیں اور دشمنیاں بہت طویل عرصہ چلتی تھیں۔ اکثر اوقات یہ ذاتی معاملے قبائل کے مابین جھگڑوں کی صورت اختیار کر لیتے تھے اور پُشت ہاپُشت چلتے رہتے تھے۔

اس دور میں عورتوں کو حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ انھیں کوئی حقوق حاصل نہ تھے۔ کسی عورت کو باپ، خاوند یا کسی رشتے دار کے ترکے سے کوئی حصہ نہیں ملتا تھا۔ اکثر لوگ لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کر دیتے تھے۔

اس مُعاشرے میں غریبوں، بیواؤں، یتیموں اور کمزور لوگوں کو کوئی تحفظ حاصل نہ تھا۔ طاقت ور اور امیر لوگ اپنی من مانی کرتے تھے اور انھوں نے دوسرے لوگوں کا جینا دوبھر کر رکھا تھا۔ غلاموں اور لونڈیوں کی خرید وفروخت عام تھی۔ ان کے ساتھ نہایت ظالمانہ سلوک کیا جاتا تھا۔ آقا کو غلاموں اور لونڈیوں کی زندگی پر مکمل اختیار ہوتا تھا۔

3- سیاسی زندگی

زمانۂ جاہلیت میں قبیلہ سب سے اہم اکائی تھا۔ عرب مختلف قبائل میں بٹے ہوئے تھے۔ ہر قبیلے کا ایک سردار ہوتا جو حاکمِ اعلیٰ سمجھا جاتا تھا اور اس کے قبیلے کے تمام افراد اس کے وفادار ہوتے تھے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مرکزی حکومت نہ ہونے کی وجہ سے یہ قبیلے خود مختار تھے اور طاقت ور قبیلہ کمزور قبیلے کو اپنے زیرِ تسلط لانے کی فکر میں رہتا تھا۔ اس کے علاوہ جنگ میں جیتنے کی صورت میں مالِ غنیمت حاصل کرنے کے لالچ کی وجہ سے بھی قبیلوں کا باہمی تصادم رہتا تھا۔ جنگی قیدیوں اور زخمیوں سے نہایت غیر انسانی سلوک کیا جاتا تھا۔

4- اِقتصادی زندگی

عرب کے لوگ زیادہ تر خانہ بدوش تھے اور مویشی پال کر گزارہ کرتے تھے۔ عربوں میں قریش قبیلے کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ قریش تجارت کے پیشے سے منسلک تھے اور دوسرے عربوں کی نسبت خوش حال تھے۔ کچھ قبائل کاشت کاری بھی کرتے تھے۔

عرب دُنیا میں سُود کا کاروبار عام تھا۔ سود کا کاروبار یہودی کرتے تھے جو غریب کاشت کاروں کو سخت شرائط پر قرضے دے کر انھیں لوٹتے رہتے تھے۔ ان یہودیوں نے سود در سود کا ایسا جال پھیلایا ہوا تھا کہ جس نے ایک دفعہ سود لے لیا وہ ان کے چُنگل سے بآسانی نکل نہیں سکتا تھا۔

ظہورِ اسلام

جب ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلّی اللّٰہ علَیہِ وَآلہٖ وَسَلّم نے اپنی نبوت کا اعلان کیا تو زمانہ جاہلیت کا خاتمہ شروع ہُوا۔ آپ صلّی اللّٰہ علَیہِ وَآلہٖ وَسَلّم نے عربوں کو کفر کی تاریکیوں سے نکال کر ان کے دلوں کو ایمان کی روشنی سے منور کیا۔ ان لوگوں کی حالت درست کرنے کے لیے توحید کا پیغام دیا۔ آپ صلّی اللّٰہ علَیہِ وَآلہٖ وَسَلّم نے فرمایا کہ اللّٰہ ایک ہے اور وہی سب کا خالق ہے۔ اس نے ہر شے بنائی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس کا کوئی ثانی نہیں۔

حضورِ اکرم صلّی اللّٰہ علَیہِ وَآلہٖ وَسَلّم نے عربوں کو تلقین کی کہ وہ بتوں کی پوجا چھوڑ کر ایک خدا کے سامنے جھکیں جو سب کا مالک ہے اور اپنی زندگیاں اس کے مقرر کردہ اصولوں کے مطابق گزاریں۔ آپؐ نے زندگی کے اِسلامی تصوّر کو لوگوں کے سامنے پیش کیا۔

اِسلام کی تعلیمات کی بدولت عربوں نے اِسلام قبول کرنا شروع کر دیا۔ جب کافروں نے دیکھا کہ اِسلام تیزی سے مقبول ہو رہا ہے تو انھوں نے حضور پاک صلّی اللّٰہ علَیہِ وَآلہٖ وَسَلّم کو بہت تنگ کرنا شروع کیا۔ لیکن آپ صلّی اللّٰہ علَیہِ وَآلہٖ وَسَلّم اشاعتِ اسلام میں مصروف رہے اور اپنے دشمنوں سے نہایت خوش اخلاقی سے پیش آتے رہے اور انھیں اِسلام کی تبلیغ کرتے رہے۔

جب مکے میں کافروں نے آپ صلّی اللّٰہ علَیہِ وَآلہٖ وَسَلّم کو بہت تنگ کیا تو آپ صلّی اللّٰہ علَیہِ وَآلہٖ وَسَلّم نے اللّٰہ تعالیٰ کے حکم سے مکے سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی۔ مدینے کے بسنے والوں نے آپ صلّی اللّٰہ علَیہِ وَآلہٖ وَسَلّم کا زبردست خیر مقدم کیا۔

1- اِسلام کا مذہبی زندگی پر اثر

اِسلام نے بتوں کی پُوجا کے تصوّر کو رد کرتے ہوئے توحید کا نظریہ پیش کیا۔ اللّٰہ تعالیٰ قادرِ مطلق ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ ہم سب کا وہی مالک ہے اور ہمیں اسی کے آگے سر جھکانا چاہیے۔

انھی اِسلامی اصولوں پر عمل پیرا ہو کر عربوں کی مذہبی زندگی میں تبدیلی آئی۔ انھوں نے بتوں کی پوجا چھوڑ کر صرف اللّٰہ کی عبادت

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

شروع کردی۔ خانہ کعبہ کو بتوں سے پاک کیا گیا۔ ارکانِ اسلام نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کو اپنانے سے ان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں انقلاب آگیا۔ اس طرح ان کی معاشرتی زندگی نے نیا رنگ اپنایا۔

2- اسلام کا معاشرتی زندگی پر اثر

رسول پاک صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مکے سے مدینے ہجرت کرنے کے بعد صحیح معنوں میں اسلامی مُعاشرے کا عملی طور پر آغاز کیا۔ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے سب سے پہلے جگہ خرید کر مُسلمانوں کے تعاون سے ایک مسجد تعمیر کی۔ یہ مسجد اسلامی مُعاشرے کا پہلا مرکز تھی۔

اِسلام میں معاشرتی زندگی کی بنیاد بھائی چارے، اُخوّت، رواداری اور اعلیٰ اخلاق پر ہے۔ اس کا عملی مظاہرہ اس وقت ہوا جب مسلمان مکے سے ہجرت کر کے مدینے پہنچے۔ ان میں سے اکثر خالی ہاتھ آئے تھے۔ مدینے کے مقامی لوگ جنھیں انصار کہا جاتا ہے نے مہاجروں کی فراخدلی سے مدد کی۔

حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ایک ایک مہاجر اور ایک ایک انصار کو اپنے پاس بُلا کر فرمایا کہ آج سے تم آپس میں بھائی بھائی ہو۔ اُخوّت اور بھائی چارے کے جذبے کے تحت انصارِ مدینہ نے اپنی دولت اور جائداد میں مہاجرین کو شریک کیا۔ مدینے میں جس بھائی چارے اور حسن سلوک سے اِسلامی مُعاشرے کا آغاز ہوا۔ اس کی مثال دنیا کی تاریخ میں کہیں نہیں ملتی۔

اِسلام نے رنگ، نسل اور زبان کی تمیز کو ختم کر کے مساوات کا درس دیا۔ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے نسلی گھمنڈ اور دولت کے غرور کو بہت بڑی برائی قرار دیا۔ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا کہ کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی بڑائی نہیں۔ تم سب آدمؑ کے بیٹے ہو اور آدمؑ مٹی سے بنا تھا۔

اِسلام نے سادہ مگر صاف سُتھری زندگی گزارنے پر زور دیا۔ فضول خرچی، غیر ضروری نمود و نمائش، بے معنی رسومات اور توہمات سے پرہیز کرنے کا درس دیا۔ دوسروں کے ساتھ اخلاق سے پیش آنا، کمزور افراد، بیماروں اور غریبوں کا خیال رکھنا اِسلام کے معاشرتی اصولوں میں شامل ہیں۔ اس کے علاوہ بزرگوں کا ادب کرنا اور اپنے سے چھوٹوں سے پیار کو بھی لازم قرار دیا ہے۔ شراب اور دیگر نشہ آور اشیاء سے بالکل دُور رہنے کا حکم دیا ہے۔

اِسلامی مُعاشرے میں عورت کو بلند مقام حاصل ہے۔ عورت ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کا درجہ رکھتی ہے۔ اِسلام نے عورتوں کے حقوق مقرر کیے ہیں اور انھیں باعزت حیثیت عطا کی ہے۔ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم عورتوں کا بے حد احترام فرماتے تھے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرو تمھارا حق عورتوں پر ہے اور عورتوں کا تم پر۔

اِسلامی مُعاشرے کی بنیاد عدل و انصاف پر ہے۔ کسی کا حق غصب نہیں کرنا چاہیے اور قانون کی نظر میں سب لوگ برابر ہیں۔ اگر کسی کا جرم ثابت ہو جائے تو اسے اِسلامی اصولوں کے مطابق سزا ضرور ملنی چاہیے۔ ایک دفعہ ایک مشہور قبیلے کی عورت چوری کے جرم میں گرفتار ہوئی۔ کچھ لوگوں نے حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے اس عورت کی رہائی کی سفارش کی۔ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا،

"خدا کی قسم، اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرتی تو اسے بھی سزا ملتی"۔ اسلامی انصاف کا معیار یہ ہے کہ بغیر کسی رعایت اور خوف کے انصاف مہیا کیا جائے۔

وفاقی محتسب کا ادارہ

بحیثیت مسلمان ہم اپنے اعمال کے لیے اللہ تعالیٰ کے علاوہ معاشرے کے سامنے بھی جواب دہ ہیں۔ اسلامی معاشرے میں کسی بھی شخص کے جائز حقوق کو کوئی دوسرا شخص اور نہ ہی کوئی حکومت غصب کر سکتی ہے۔ مسلمانوں کی تاریخ میں ایسے بے شمار واقعات موجود ہیں جب ایک عام غریب شہری نے بھی حاکم وقت کے خلاف عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا تو اس کی فریاد درست ثابت ہونے پر اس کی دادرسی کی گئی۔ مسلمان حکومتوں میں سرکاری اہلکاروں کی من مانیوں سے رعایا کو تحفظ دینے کے لیے ایک احتسابی نظام مدتوں قائم رہا۔ چند غیر مسلم ممالک نے مسلمانوں کی پیروی کرتے ہوئے اس قسم کے احتسابی نظام قائم کیے۔

پاکستان میں محتسب کا ادارہ وفاقی سطح پر قائم ہے۔ کسی بھی شہری کو کسی وفاقی انتظامی محکمے سے کوئی شکایت ہو، تو وہ وفاقی محتسب کو درخواست دے سکتا ہے۔ محتسب کا ادارہ ہر درخواست پر فوری تفتیش اور تحقیق کرتا ہے۔ شکایت درست ہونے پر درخواست گزار کے حقوق بحال کر دیے جاتے ہیں۔

سرکاری محکمے کو اس فیصلے کا پابند بنا دیا جاتا ہے۔ اس طرح بغیر کسی فیس کی ادائیگی کے عام شہریوں کو فوری اور سستا انصاف مہیا ہوتا ہے۔

3۔ اِسلام کا سیاسی زندگی پر اثر

اِسلام نے سیاسی زندگی کو اللہ تعالیٰ کے اقتدارِ اعلیٰ کی بنیاد پر مرتب کرنے کا آغاز کیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمام اختیارات کا منبع اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جس کے احکام رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے بندوں تک پہنچے۔ کوئی حاکمِ وقت ان حدود سے تجاوز نہیں کر سکتا جن کا تعین اِسلام نے کر دیا ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باہمی مشورے کو امورِ حکومت چلانے کے لیے ضروری قرار دیا۔ تمام معاملات کو باہم مشاورت سے طے کرنا چاہیے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفائے راشدینؓ مسجد میں جا کر مسلمانوں کی رائے لیتے اور حکومت کے ضروری امور ان کے مشورے سے طے کرتے تھے۔ لوگوں کو نہ صرف اپنی رائے کے اظہار کی آزادی تھی بلکہ وہ خلیفۂ وقت اور دیگر حکام کی کارکردگی پر تنقید بھی کر سکتے تھے۔ اس طرح نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفائے راشدینؓ نے اہلِ عرب کو جمہوریت کی راہ پر ڈالا۔

اِسلام نے عدل و انصاف، نظم و ضبط، قانون کے احترام کو اچھے معاشرتی اور سیاسی نظام کی بنیاد قرار دیا۔ معاشرے میں لوگوں کی معاشی بدحالی دور کرنے اور دولت کو انصاف کے ساتھ تقسیم کرنے کے لیے زکوٰۃ کا نظام رائج کیا گیا۔ زکوٰۃ سے حاصل شدہ دولت کو اشاعتِ دین اور غرباء و مساکین کی مدد پر صرف کیا جاتا تھا۔ ایسا کرنے سے غریب لوگوں کو اپنی حالت بہتر بنانے کا موقع ملتا ہے۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

خلفائے اسلامؓ نے سادہ زندگی گزارنے کی روایت قائم کی۔ خلیفہ اسی قسم کا لباس پہنتا تھا جیسے عام آدمی پہنتے تھے۔ خوراک میں بھی سادگی ہوتی تھی۔ عام آدمی کو خلیفہ تک بآسانی رسائی حاصل تھی۔

4۔ اِسلام کا اقتصادی زندگی پر اثر

اِسلام کے ظہور کے بعد عربوں کی اقتصادی زندگی میں کئی نمایاں تبدیلیاں ہوئیں۔ اقتصادیات کی بنیاد دولت کی منصفانہ تقسیم اور لین دین میں اِنصاف پر رکھی گئی۔

لوگوں کو اپنی پسند کا پیشہ منتخب کرنے کی اجازت تھی۔ کسی مالک یا کام کرانے والے کو اجازت نہ تھی کہ وہ مزدور کی اُجرت نہ دے یا بہت کم اُجرت دے۔

اِسلام نے سُود کی لعنت کو ختم کر دیا۔ ماضی میں سود کے نظام کی موجودگی کی وجہ سے عرب افلاس کا شکار تھے۔ اِسلام نے سود کو بالکل ختم کر کے نہ صرف عام آدمی کی غربت کو کم کیا بلکہ ایک ایسے نظام کا خاتمہ کر دیا جس کی وجہ سے مُعاشرے میں بہت خرابیاں پیدا ہو رہی تھیں۔

اِسلام نے بیت المال قائم کیا۔ بیت المال کی حیثیت ریاست میں مرکزی بینک کی سی ہوتی ہے۔ بیت المال کی آمدنی کے بڑے ذرائع زکوٰۃ، جزیہ، عشر، خراج، فئے اور مالِ غنیمت ہیں۔ زکوٰۃ کا ذکر اس سے پیشتر کیا جا چکا ہے۔ یہ ایک طرح کا دولت ٹیکس ہے۔ جزیہ وہ ٹیکس ہے جو غیر مسلموں سے وصول کیا جاتا ہے۔ اس کے عوض ریاست غیر مسلموں کو تحفظ مہیا کرتی ہے۔ عشر کا ٹیکس زرعی پیداوار پر لگایا جاتا ہے۔ یہ پیداوار کا دسواں حصہ ہوتا ہے۔ خراج اسلامی ریاست کے زیرِنگیں علاقوں کے غیر مسلموں سے وصول کیا جاتا ہے۔ جو مال کافروں سے بن لڑے ہاتھ آئے اسے فئے کہتے ہیں۔ مال غنیمت سے مراد دشمن کی املاک اور دولت ہے جو اسلامی فوج کی تحویل میں آجائے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیت المال کے نظام کو مزید بہتر بنایا۔ آپؓ نے بیت المال کے حساب وکتاب کے لیے عُمال مقرر کیے۔ دارالخلافہ کے علاوہ صوبوں اور دیگر اہم جگہوں پر بیت المال قائم کیے۔

اشاعتِ اِسلام

رسول پاک صَلَّی اللّٰہ عَلَیہِ وَآلہٖ وَسَلَّم کی زندگی میں اِسلام کا پیغام دور دور تک پھیل گیا تھا۔ آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیہِ وَآلہٖ وَسَلَّم نے مختلف قبائلی سرداروں کو خطوط لکھے اور اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ اکثر نے اِسلام قبول کرلیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیہِ وَآلہٖ وَسَلَّم نے حبشہ، روم، ایران اور مصر کے حکمرانوں کو بھی اِسلام کی دعوت دی۔ اس کے علاوہ مسلم مبلغین، تاجروں، اِسلامی فتوحات اور عرب آبادکاروں سے اسلام کی اِشاعت میں مدد ملی۔

خلفائے راشدینؓ کے زمانے میں اشاعتِ اِسلام کا کام نہایت تیزی سے ہوا۔ اِسلامی سلطنت بہت وسیع ہوگئی۔ نہ صرف شام، لبنان، فلسطین اور مصر پر مسلمانوں نے فتح حاصل کی بلکہ شمالی افریقہ کا بیشتر علاقہ ان کے قبضے میں آیا۔ بعد میں مسلمان وسطی افریقہ کے بعض علاقوں تک پہنچ گئے۔ دوسری طرف اِسلامی حکومت کی سرحدیں کابل تک پہنچ گئیں۔ اسلامی فوجوں کا ایک حصہ طارق بن زیاد اور مُوسیٰ بن نصیر کی قیادت میں سپین فتح کرتا ہوا فرانس کے جنوبی حصے تک پہنچ گیا۔ طارق بن زیاد کے جہازوں نے جس مقام پر لنگر ڈالا تھا۔ اس جگہ کا نام جبل الطارق پڑا۔ آج کل اسے جبرالٹر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ان علاقوں کے لوگوں نے اسلامی فوجوں کو خوش آمدید کہا کیونکہ اکثر علاقوں کے حکمران ظالم تھے اور عوام کی بہتری کی طرف توجہ نہ دیتے تھے۔ اسلامی فتوحات سے ایسے ظالم حکمرانوں سے عوام کو نجات ملی۔ عام لوگوں نے مسلمانوں کے حسن اخلاق، راست بازی اور جذبۂ ایمان سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا۔ اسلامی مبلغین نے بھی اسلامی شعار کا تعارف کروا کے بہت سے لوگوں کو مسلمان کیا۔

برصغیر میں سندھ کے علاقے میں مسلمان تاجروں کی آمد کا سلسلہ بنو امیہ کے دور میں شروع ہوا۔ جو عرب تاجر یہاں آتے، ان کے جہاز برصغیر کے مغربی ساحل سے گزرتے تھے۔ برصغیر کے ساحلی علاقوں میں کچھ تاجر آباد بھی ہوئے۔ ان تاجروں نے اشاعتِ اسلام میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔

مشہور سپہ سالار محمد بن قاسمؒ نے سندھ کے راجا داہر کو شکست دے کر برصغیر میں اسلامی سلطنت کی بنیاد رکھی۔ محمد بن قاسمؒ نے جس علاقے کو فتح کیا، وہاں کے رہنے والوں کو اسلام کی دعوت دی۔ اسلامی اصول خصوصاً مساوات اور بھائی چارے کے اصولوں کو لوگوں نے بہت پسند کیا کیونکہ وہ ذات پات کی بنیاد پر قائم شدہ ہندو مُعاشرے سے سخت تنگ تھے۔

محمد بن قاسمؒ کے بعد برصغیر پر مختلف مسلمان خاندانوں نے حکومت کی۔ اس دور میں اسلام کو خوب فروغ حاصل ہوا۔ اس کے علاوہ صوفیائے کرامؒ اور اولیائے کرامؒ نے بھی برصغیر میں اسلام کو پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا۔ ان بزرگ ہستیوں نے برصغیر کے مختلف علاقوں میں اسلام کی تبلیغ کی اور لوگوں کو اسلام سے مشرف کیا۔

برصغیر کے علاوہ انڈونیشیا، ملائیشیا اور فلپائن میں بھی اسلام پھیلا۔ انڈونیشیا کے لوگ بدھ مت اور ہندو مت کے پیروکار تھے۔ مسلمان تاجروں اور مبلغین کی وساطت سے اسلام یہاں پہنچا۔ سب سے پہلے سماٹرا میں اسلام پہنچا۔ اس کے بعد انڈونیشیا کے بیشتر دوسرے جزیرے مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آج آبادی کے لحاظ سے انڈونیشیا سب سے بڑا مسلم ملک ہے۔

ملائیشیا اور فلپائن کے علاقوں میں بھی اسلام بتدریج پھیلا۔ عرب تاجروں اور دیگر بزرگانِ دینؒ نے مسلسل تبلیغ اور اپنے اعلیٰ کردار سے مقامی آبادی کو ایمان کی دولت سے مالا مال کیا۔

اِسلام کی اشاعت میں تین باتوں نے بہت مدد کی۔

اول:۔ اِسلام کے بنیادی اصول سادہ، عام فہم اور توہمات سے پاک تھے۔ محبت، رواداری، مساوات اور انصاف کو اِسلامی مُعاشرے میں جو مرکزی حیثیت حاصل ہے، اس نے دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کو اپنی طرف متوجہ کیا۔

دوم:۔ مسلمان فاتحین، تاجروں اور مبلغین نے اِسلام کی تبلیغ میں بھرپور حصہ لیا۔ وہ جہاں بھی گئے۔ لوگوں کو اِسلام کی پاکیزہ تعلیمات سے متعارف کرایا۔

سوم:۔ مسلمانوں نے اپنے اعلیٰ کردار، حسن سلوک اور ایمان داری سے غیر مسلموں کو بہت متاثر کیا۔ انھوں نے سچے مسلمان کا عملی نمونہ پیش کیا۔ مسلمانوں کے اعلیٰ کردار کو دیکھ کر بہت سے لوگ دائرۂ اسلام میں داخل ہو گئے۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

صلیبی جنگیں

عیسائیوں نے 1096ء سے 1291ء تک مسلمانوں کے خلاف جو جنگیں لڑیں انھیں **صلیبی جنگیں** کہا جاتا ہے۔ ان جنگوں کا نام صلیبی جنگیں اس لیے پڑا کہ عیسائی حکمرانوں کو مسلمانوں کے خلاف لشکر کشی کے لیے مذہبی جنون رکھنے والے پادریوں نے کہنا شروع کر دیا تھا کہ صلیب کی حفاظت کے لیے مسلمانوں سے جنگ کرنا ضروری ہے۔ ان جنگوں کا آغاز پاپائے روم کے اعلان جنگ سے ہوا۔

اگرچہ اسلامی سلطنت میں عیسائیوں کو تمام ضروری سہولتیں حاصل تھیں۔ انھیں مذہبی آزادی تھی اور وہ اعلیٰ عہدوں پر بھی فائز تھے۔ لیکن یورپ کی عیسائی حکومتوں اور خصوصاً پادریوں کے دلوں میں اسلامی سلطنت کے خلاف نفرت تھی۔ وہ اسلام کی قوت کو ختم کرنے کے لیے بے چین تھے۔ صلیبی جنگوں کی فوری وجہ عیسائی زائرین کی جھوٹی کہانیاں تھیں۔ جو عیسائی زائرین ڈاکوؤں کے ہاتھوں لٹتے تھے، وہ یورپ جا کر اپنے لٹنے کی داستانوں کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے اور مسلمانوں پر جھوٹے الزامات لگاتے۔ وہ یہ ظاہر کرنے کی کوشش کرتے کہ اسلامی سلطنت میں عیسائیوں کو کوئی تحفظ حاصل نہیں ہے۔ وہاں عیسائیت خطرے میں ہے۔

صلیبی جنگوں کا آغاز 1096ء میں ہوا جبکہ یورپ کی عیسائی فوجیں بیت المقدس کو فتح کرنے کے لیے روانہ ہوئیں۔ ایشیائے کوچک میں اس وقت سلجوقی ترکوں کی حکومت تھی۔ انھوں نے حملہ آور عیسائی فوجوں کو شکست دی۔

اس پسپائی کے بعد یورپ کے کئی حکمرانوں نے سات لاکھ سپاہیوں پر مشتمل ایک مضبوط لشکر تیار کیا جس نے اسلامی سلطنت پر حملہ کیا۔ مسلمانوں کو شکست کا سامنا ہوا اور عیسائی فوج نے بیت المقدس پر قبضہ کر لیا۔ انھوں نے ہزاروں مسلمانوں کو شہید کر دیا اور مساجد کو مسمار کر دیا ۔مسلمانوں کی املاک کو بھی تباہ کیا گیا۔

مسلمانوں کی پسپائی کی ایک بڑی وجہ مسلمان حکمرانوں کی آپس میں سخت نا چاقی تھی۔ آپس کی ان مخالفتوں کی وجہ سے مسلمان، دشمن کی فوج کا مقابلہ نہ کر سکے۔ بیت المقدس کے ہاتھ سے نکل جانے کے بعد مسلمانوں نے اپنے سیاسی اختلافات کو ختم کر کے ایک موثر اتحاد قائم کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ شکست کا بدلہ لیا جا سکے۔

صلیبی جنگوں میں مسلمانوں کی طرف سے ایک بہادر شخصیت عماد الدین زنگیؒ نے نہایت جرأت مندانہ کارنامے سرانجام دیے۔ انھوں نے ایک لشکر تیار کیا اور کئی مقامات پر عیسائی فوجوں کو شکست دے کر کئی علاقے آزاد کرائے۔ عیسائیوں نے ایک سازش کے ذریعے عماد الدین زنگیؒ کو شہید کروا دیا۔ عماد الدین زنگیؒ کی شہادت کے بعد ان کے بیٹے نور الدین زنگیؒ نے مسلمانوں کی قیادت سنبھالی اور مسلمانوں کی کامیابیوں کے سلسلے کو جاری رکھا۔ نور الدین زنگیؒ کی وفات کے بعد صلاح الدین ایوبیؒ جانشین بنے۔

صلاح الدین ایوبیؒ ایک تاریخ ساز شخصیت تھے۔ انھوں نے بہادری، رحمدلی اور اعلیٰ کردار کی وجہ سے بہت شہرت حاصل کی۔ صلاح الدین ایوبیؒ نے مسلمانوں کو متحد کر کے عیسائی فوجوں کا بڑی جرأت مندی سے مقابلہ کیا۔ بیت المقدس کو عیسائیوں سے آزاد کروایا گیا۔ صلاح الدین ایوبیؒ نے حکم دیا کہ عیسائیوں سے کوئی زیادتی نہ کی جائے بلکہ ان سے اچھا سلوک کیا جائے۔ یونانی اور شامی عیسائیوں کو بیت المقدس میں رہنے کی اجازت دے دی اور کہا کہ انھیں شہری حقوق حاصل ہوں گے۔ جو عیسائی بیت المقدس چھوڑ کر جانا چاہتے تھے انھیں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

باعزت طور پر وہاں سے روانہ کر دیا گیا۔

صلاح الدین ایوبیؒ نے اپنے حسن سلوک سے بہت سے عیسائیوں کو متاثر کیا۔ ان جنگوں کا ایک نتیجہ یہ بھی نکلا کہ یورپی اقوام اور مسلمانوں کے مابین رابطہ قائم ہوا اور اس طرح مغرب اور مشرق میں تعلقات قائم ہوئے۔ اس دور میں مسلمان علم و فضل اور سائنس میں مغرب سے آگے تھے۔ جب مسلمان یورپ پہنچے تو مغرب والوں نے ان سے کئی علوم سیکھے۔ یوں مغرب کی ترقی کے دور کا آغاز ہوا۔

سوالات

(الف) جواب دیں۔

1- ظہورِ اسلام سے قبل عرب مُعاشرے کی جو حالت تھی، اس پر ایک نوٹ لکھیں۔

2- دینِ اسلام نے زندگی کے جن پہلوؤں پر اثرات ڈالے، ان میں سے کوئی سے تین پہلوؤں کا احاطہ کریں۔

3- صلیبی جنگوں پر ایک جامع نوٹ لکھیں۔

4- اشاعتِ اسلام کے سلسلے میں جو عناصر زیادہ ممد ثابت ہوئے، ان کی نشاندہی کریں۔

5- پاکستان میں محتسب کا ادارہ کس سطح پر قائم کیا گیا ہے نیز یہ ادارہ کیا فرائض سرانجام دیتا ہے؟

(ب) درج ذیل بیانات میں سے جو صحیح ہیں ان کے سامنے صحیح کا نشان (✓) اور جو غلط ہیں، ان کے سامنے غلط کا نشان (×) نشان لگائیں۔

I- ظہورِ اسلام سے پہلے کے زمانے کو زمانہ جاہلیت کہا جاتا ہے۔

II- زمانہ جاہلیت میں عورت کو حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔

III- اسلام سے قبل سود کی لعنت نے سارے مُعاشرے کو اپنے گھیرے میں لے رکھا تھا۔

IV- سب سے پہلے اسلامی ریاست کی بنیاد مدینہ منورہ میں رکھی گئی۔

V- اسلامی مُعاشرے میں عورت کو بلند مقام حاصل ہے۔

VI- اسلامی حکومت تمام معاملات کو باہم مشاورت سے طے کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔

VII- صلیبی جنگوں کا آغاز 1096ء میں ہوا۔

VIII- صلیبی جنگوں نے مشرق اور مغرب کو ایک دوسرے کے قریب لانے میں اہم کردار ادا کیا۔

IX- محتسب کا ادارہ بغیر کسی فیس کی ادائیگی کے عام شہریوں کو فوری اور سستا انصاف مہیا کرتا ہے۔

عملی کام

(ج) اسلامی بھائی چارے کے موضوع پر طلبہ کے مابین تقریری مقابلہ کرنے کا اہتمام کیا جائے۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

3 اِسلامی دنیا میں نو آبادیاتی نظام کا قیام

گذشتہ ابواب میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ مسلمانوں نے اسلام کے پیغام کو کئی براعظموں میں پہنچا کر لوگوں کو مشرف بہ اسلام کیا۔ انھوں نے افریقہ، جنوبی ایشیا، جنوب مشرقی ایشیا اور یورپ میں اپنی حکومتیں قائم کیں۔ بیشتر یورپی حکومتوں کو مسلمانوں کا پھیلتا ہوا اثر ورسوخ پسند نہ تھا۔ صلیبی جنگیں اسی مقصد کے حصول کے لیے لڑی گئیں۔ لیکن یورپی حکومتوں کو کوئی خاص کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ ان صلیبی جنگوں کے قریباً سو سال بعد تاتاریوں نے ایشیا کے کئی مسلم ممالک پر حملے کیے اور ان علاقوں میں تباہی پھیلاتے ہوئے بغداد پر حملہ آور ہوئے اور بغداد کو شدید نقصان پہنچایا۔ ان واقعات سے اسلامی سلطنت کافی کمزور ہوگئی۔ مسلمانوں میں باہمی اتحاد کے فقدان کی وجہ سے دیگر قوموں کو مسلمانوں کیخلاف سازشیں کرنے کا موقع ملا۔

پچھلی جماعت میں آپ پڑھ آئے ہیں کہ یورپی اقوام تجارت کے لیے ایشیا اور افریقہ کے براعظموں میں گئیں لیکن مختلف ممالک میں اندرونی خلفشار کو دیکھتے ہوئے انھوں نے ریشہ دوانیوں کے ذریعے اپنا اقتدار قائم کرلیا۔ پندرھویں صدی کے اواخر میں پرتگالی جہاز رانوں نے مغربی افریقہ کے ساحلوں پر قدم جمانے شروع کیے۔ انھوں نے قلعہ بندیاں کر کے زیادہ سے زیادہ علاقوں پر حکمرانی شروع کر دی۔ انھوں نے افریقہ سے یورپ کے لیے غلاموں کا غیر انسانی کاروبار شروع کر دیا اور خوب دولت سمیٹی۔

کولمبس نے 1492ء میں امریکہ دریافت کیا۔ یورپی اقوام نے براعظم امریکہ میں اپنی نو آبادیاں قائم کرلیں۔ ان علاقوں میں کاشت کاری کے لیے مزدوروں کی ضرورت پیدا ہوئی تو افریقہ میں موجود یورپی تاجروں نے ہزاروں افریقی باشندوں کو امریکی کاشت کاروں کے ہاتھوں فروخت کر دیا۔ ان افریقی غلاموں سے انسانیت سے گرا ہوا سلوک کیا جاتا تھا۔

1498ء میں پرتگالی جہاز ران واسکوڈے گاما راس امید کا چکر کاٹ کر مشرقی افریقہ کے ساحل پر پہنچا۔ وہاں سے ایک عرب جہاز ران کی مدد حاصل کر کے واسکوڈے گاما جنوبی برصغیر کی بندرگاہ کالی کٹ پہنچا۔ کالی کٹ کے ہندو راجا نے پرتگالی جہاز رانوں کی خوب آؤ بھگت کی اور تجارت کے لیے خاصی مراعات دیں۔ آہستہ آہستہ پرتگالیوں نے یہاں آکر آباد ہونا شروع کر دیا اور قلعہ بندیاں کر کے لوٹ کھسوٹ شروع کر دی۔

یورپ کی دوسری اقوام خصوصاً ولندیزی، ہسپانوی، فرانسیسی اور انگریز نے بھی دوسرے براعظموں میں قدم جمانے شروع کر دیے۔ پہلے ان اقوام نے تجارت کا نام لے کر مقامی آبادی کو لوٹا لیکن آہستہ آہستہ قلعہ بندیاں کر کے اپنے قدم مضبوطی سے جمانے شروع کر دیے۔ اس طرح انھوں نے اپنی نو آبادیات قائم کرلیں۔ افریقہ اور ایشیا میں رہنے والے مسلمانوں کی غلامی کے دور کا آغاز یہیں سے ہوا۔

یورپی اقوام نے ایشیا اور افریقہ کے دیگر ممالک پر اپنا اقتدار قائم کر کے جو نظام حکومت قائم کیا اسے نو آبادیاتی نظام کہتے ہیں۔ نو آبادیاتی نظام بنیادی طور پر غیر ملکی حکمرانوں کے مفادات کی حفاظت اور فروغ کے لیے قائم کیا جاتا ہے۔ اس کا ایک مقصد یہ ہوتا ہے کہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دوسرے ممالک میں اپنا اقتدار قائم کر کے وہاں کے وسائل کو حاکم قوم اپنے فائدے کے لیے استعمال کرے۔

یورپی اقوام نے ان علاقوں کو اپنے تیار کردہ سامان کی کھپت کے لیے منڈی سمجھا اور ان کی ترقی کی طرف توجہ نہ دی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ عام آدمی کی حالت بہت خراب ہوگئی۔

برصغیر میں نو آبادیاتی نظام

برصغیر میں واسکوڈے گاما کی آمد کے بعد یورپی تاجروں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ سولھویں صدی عیسوی میں چونکہ مقامی حکمرانوں میں نفاق تھا اور ان کی فوجی قوت بہت کمزور تھی۔ وہ پرتگالیوں کی ریشہ دوانیوں کا مقابلہ نہ کر سکے۔ اس لیے پرتگالیوں نے گوا (بھارت) اور ارد گرد کے ساحلی علاقوں پر قبضہ کرلیا۔ انھوں نے ان علاقوں کے باشندوں پر کافی ظلم کیے اور خوب دولت سمیٹی۔

پرتگالیوں کی دیکھا دیکھی یورپ کی کئی دیگر اقوام نے بھی برصغیر سے تجارت شروع کی۔ ان میں برطانوی اور فرانسیسی قابل ذکر ہیں۔ برطانیہ کی ایسٹ انڈیا کمپنی نے مُغل بادشاہ جہانگیر اور شاہ جہاں سے برصغیر میں تجارت کرنے کی اجازت حاصل کی۔ انگریزوں نے سورت (بھارت) کے مقام پر ایک تجارتی کوٹھی قائم کی۔ بعد میں انھوں نے چنائی (بھارت) کے ساحل پر مزید تجارتی کوٹھیاں بنائیں۔

فرانسیسیوں نے بھی تجارت کی غرض سے پانڈی چری (بھارت) کے ساحلی علاقے میں قدم جمانے شروع کر دیے۔ انگریزوں کی طرح فرانسیسیوں نے بھی تجارت کے ساتھ ساتھ برصغیر میں اپنا اقتدار قائم کرنا شروع کیا۔ قلعہ بندیاں قائم کر کے مختلف علاقوں پر قبضہ کرلیا۔ البتہ انگریزوں کے سامنے فرانسیسیوں کی زیادہ نہ چل سکی۔ انگریزوں نے فرانسیسیوں کو برصغیر سے نکال دیا اور وہ اپنے اقتدار کو تیزی سے بڑھانے لگے۔

اٹھارھویں اور انیسویں صدی عیسوی میں انگریزوں نے مقامی حکمرانوں کی ناچاقی اور کمزوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عیاری اور سازشوں سے برصغیر کے بیشتر علاقوں کو اپنے قبضے میں کرلیا۔ انگریزوں کے نو آبادیاتی اقتدار میں تیزی سے اضافہ 1757ء کی جنگ پلاسی سے ہوا۔ جب انھوں نے میر جعفر کو اپنے ساتھ ملا کر بنگال کے حکمران نواب سراج الدولہ کو شکست دی۔ 1764ء میں بکسر کی لڑائی میں شاہ عالم ثانی، نواب شجاع الدولہ اور میر قاسم کو شکست دے کر انگریزوں نے اَودھ اور بنگال پر قبضہ کرلیا۔

میسور کی طاقت ور مسلمان ریاست کے حاکم حیدر علیؒ نے انگریزوں کی بڑھتی ہوئی طاقت کا جواں مردی سے مقابلہ کیا۔ حیدر علیؒ کی وفات کے بعد ان کے بیٹے سلطان فتح علی خان ٹیپو نے انگریزوں کے خلاف جہاد جاری رکھا۔ انگریزوں نے نظام حیدر آباد اور مرہٹوں سے ساز باز کر کے میسور کی چوتھی لڑائی میں سلطان ٹیپو کو شہید کر دیا۔ سلطان ٹیپوؒ کی شہادت کے بعد نہ صرف میسور کے علاقے پر انگریزوں کا قبضہ ہوا بلکہ ان کا اقتدار برصغیر کے دوسرے علاقوں میں بھی پھیلنے لگا۔ انیسویں صدی عیسوی کے وسط تک انگریز برصغیر کے مغربی علاقوں یعنی پنجاب اور سرحد تک پہنچ گئے۔

1857ء میں برصغیر کے رہنے والوں نے انگریزوں کی حکومت کو ختم کر کے اپنی آزادی اور خود مختاری بحال کرنے کی کوشش کی مگر کمزور منصوبہ بندی، تنظیم کے فقدان اور محدود ذرائع کی وجہ سے انھیں ناکامی ہوئی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com
PESRP

1857ء کی جنگ آزادی میں برصغیر کے رہنے والوں کی ناکامی کی وجہ سے برصغیر پر انگریزوں کا نوآبادیاتی راج مکمل طور پر قائم ہوگیا۔

1858ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کو ختم کر دیا گیا اور برصغیر کو تاج برطانیہ کی براہ راست عملداری میں دے دیا گیا۔

برصغیر میں حکومت برطانیہ کا نوآبادیاتی راج 1947ء تک قائم رہا۔ 14 اگست 1947ء کو برطانوی راج ختم ہوا۔ اس طرح پاکستان اور بھارت آزاد ممالک کے طور پر قائم ہوئے۔

سوالات

(الف) جواب دیں۔

1:- یورپ کی کن کن قوموں نے ایشیا اور افریقہ کے ممالک میں قدم جمانے شروع کیے؟

2:- نوآبادیاتی نظام کیا ہوتا ہے؟

3:- برصغیر میں نوآبادیاتی نظام پر نوٹ لکھیں۔

(ب) درج ذیل بیانات میں سے جو درست ہیں، ان کے سامنے (✓) کا نشان لگائیں۔

I- یورپی اقوام تجارت کے بہانے ایشیا اور افریقہ کے ممالک میں داخل ہوئیں۔

II- کولمبس نے پندرھویں صدی عیسوی میں امریکہ دریافت کیا۔

III- واسکوڈے گاما 1492ء میں مشرقی افریقہ کے ساحل پر پہنچا۔

IV- جنگ پلاسی 1857ء میں ہوئی۔

V- جنگ آزادی 1757ء میں ہوئی۔

VI- 1945ء میں برصغیر سے نوآبادیاتی نظام ختم ہوا۔

VII- نوآبادیاتی نظام بنیادی طور پر مقامی لوگوں کی بھلائی کے لیے قائم کیا جاتا ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

4 مُسلمانوں میں بیداری

یورپی اقوام کی ریشہ دوانیوں سے سلطنتِ اسلامیہ کا شیرازہ بکھر گیا۔ مختلف یورپی اقوام نے مسلمانوں کے علاقوں کو اپنی نو آبادی بنالیا۔ اس غیر ملکی تسلط کے دور میں اسلامی ممالک میں ایسے رہنما پیدا ہوئے جنھوں نے اپنی مسلسل کوششوں سے مسلمانوں میں بیداری پیدا کی اور مسلمانوں نے نئے جذبے سے اپنی آزادی کی بحالی کے لیے جدوجہد شروع کی۔ ان شخصیات کو تاریخ ساز قرار دیا جاسکتا ہے کیونکہ ان کی تحریروں اور عملی کوششوں سے مسلمانوں کا کھویا ہوا وقار بحال کرنے میں بڑی مدد ملی۔ ان شخصیات میں سے چند ایک کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے۔

1- جمال الدین افغانی رحمتہ اللہ علیہ

عالمِ اسلام کے نامور رہنما جمال الدین افغانیؒ 1838ء میں افغانستان کے ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ آپ نے کئی اسلامی ممالک میں زندگی گزاری۔ جہاں بھی گئے، عالمِ اسلام کو سامراجیت کے پنجوں سے چھڑانے کے لیے تدابیر کرتے رہے۔ آپ نے اسلامی اتحاد کی ضرورت پر زور دیا۔ آپ کی یہ خواہش تھی کہ اسلامی دنیا میں وہی اُخوت اور باہمی یگانگت پیدا ہو جائے جو کبھی اس کی نمایاں خصوصیت تھی۔

جمال الدین افغانیؒ نے مصر میں کچھ وقت گزارا۔ آپ نے مصر کی مشہور درسگاہ جامعۃ الازہر میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور اپنے طلبہ کو بتایا کہ اسلام نئے حالات اور تقاضوں کا ساتھ دینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے اپنے پُرمغز اور مؤثر درس سے طلبہ میں حصولِ آزادی کے لیے تڑپ پیدا کر دی۔ ان طلبہ میں سے کئی ایک نے فرانس اور برطانیہ کے نوآبادیاتی غلبے کے خلاف علمِ جہاد بلند کیا۔ آپ کے پھیلتے ہوئے اثر سے خائف ہو کر انگریزوں نے انھیں مصر چھوڑ دینے پر مجبور کر دیا۔

جمال الدین افغانیؒ نے ترکی میں بھی قیام کیا۔ شروع میں حکومت نے آپ کی کافی آؤ بھگت کی۔ آپ نے اسلامی دنیا میں اتحاد بڑھانے کے لیے مختلف رہنماؤں سے بات چیت کی۔ انھوں نے حکومتِ ترکی پر زور دیا کہ وہ ملک میں ضروری اصلاحات کرے تاکہ ترکی ایک بار پھر سے مضبوط اسلامی ملک بن جائے اور اسلامی ممالک کی قیادت کرے۔

ایران میں قیام کے دوران جمال الدین افغانیؒ نے مسلمانوں میں سیاسی شعور اور آزادی کی تڑپ پیدا کرنے کی کوششوں کو جاری رکھا۔ اس کے علاوہ آپ نے ایران میں اصلاحات کی ضرورت پر زور دیا تاکہ لوگوں کا معیارِ زندگی بہتر ہو سکے اور وہ ترقی کریں۔ ایران کے بادشاہ ناصر الدین اور اس کے حواریوں کو جمال الدین افغانیؒ کی باتیں پسند نہ آئیں۔ لہٰذا ان لوگوں نے آپ کو ایران سے نکلوا دیا، لیکن آپ کے خیالات کا اثر ایران کے لوگوں کے ذہنوں پر بہت گہرا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کے ایران سے چلے جانے کے باوجود وہاں آپ کے معتقدین موجود رہے۔

آپ نے یورپ کا سفر بھی کیا۔ پیرس میں مفتی محمد عبدہؒ سے مل کر عربی زبان میں ایک رسالہ نکالا جس کا نام عروۃ الوثقیٰ تھا۔ آپ نے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

برصغیر میں بھی قیام کیا۔ حیدر آباد دکن سے ایک رسالہ شائع کیا۔ آپ نے اپنی تمام زندگی مسلمانوں میں بیداری پیدا کرنے اور اتحادِ عالم اسلام کو فروغ دینے میں صرف کی۔ آپ کا 1897ء میں انتقال ہوا۔

2- شیخ محمد عبدہٗ رحمتہ اللہ علیہ

شیخ محمد عبدہٗ ایک عالم دین اور ادیب تھے۔ آپ 1849ء میں مصر کے قصبہ طنطا میں پیدا ہوئے۔ آپ کا شمار جدید مصر کے معماروں میں ہوتا ہے۔ آپ جمال الدین افغانیؒ کے شاگرد تھے اور اپنے استاد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آپ نے عرب ممالک میں بیداری پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

آپ کو مسلمانوں کی کسمپرسی اور باہمی نفاق کا بہت افسوس تھا۔ جمال الدین افغانیؒ کی طرح شیخ محمد عبدہٗؒ نے ہمیشہ اس بات کی نصیحت کی کہ مسلمان اپنے اختلافات ختم کر کے متحد ہو جائیں تاکہ مسلمانوں کا کھویا ہوا وقار بحال ہو سکے۔ آپ نے مسلم ممالک سے درخواست کی کہ وہ ایک مضبوط فوج تیار کریں جو ان کا دفاع کر سکے۔

شیخ محمد عبدہٗؒ مصر کی مشہور درسگاہ جامعۃ الازہر کے سربراہ رہے۔ آپ نے جامعۃ الازہر کے نصاب میں ضروری تبدیلیاں کیں۔ آپ کا خیال تھا کہ مسلمانوں کو جدید علوم بھی سیکھنے چاہئیں تاکہ وہ وقت کے تقاضوں کو پورا کر سکیں۔ آپ اور آپ کے شاگردوں نے اپنی تحریروں سے مصری قوم کو بیدار کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ آپ نے 1905ء میں وفات پائی۔

شیخ محمد عبدہٗؒ کا ایک نمایاں کارنامہ یہ تھا کہ انھوں نے اپنے شاگردوں کی ایسی جماعت پیدا کی جو آپ کا پیغام مصر سے دوسرے عرب ممالک میں لے گئے۔ انھوں نے نہ صرف مسلمانوں کو بیدار ہو کر اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کا درس دیا بلکہ ملت اسلامیہ میں اتحاد و تعاون کو بڑھانے کی ضرورت پر زور دیا۔ ان کوششوں سے نہ صرف مصر بلکہ دوسرے عرب ممالک کے مسلمانوں میں سیاسی بیداری پھیلی اور غیر ملکی حاکموں کیخلاف تحریکیں چلنے لگیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ شیخ محمد عبدہٗؒ کا پیغام دیگر اسلامی ممالک میں بھی پہنچ گیا جس سے مسلمانوں کے وقار اور خودداری کو بحال کرنے میں بہت مدد ملی۔

3- سید محمد سنوسیؒ اور ان کی تحریک

گذشتہ صدی میں مسلمانوں کو پستی سے نکالنے اور انھیں اقوامِ یورپ کی غلامی سے بچانے کے لیے جن تحریکوں نے جنم لیا، ان میں لیبیا کی سنوسیؒ تحریک بھی شامل ہے۔ اس تحریک کے بانی سید محمد سنوسی بہت بڑے عالم تھے۔ انھوں نے لیبیا کے عوام کو خوابِ غفلت سے بیدار کرنے کے سلسلے میں بڑا کام کیا۔ انھوں نے لیبیا کے طول و عرض میں خانقاہیں قائم کیں جہاں لوگوں کا اخلاق سدھارنے کے ساتھ ساتھ انھیں دستکاریوں کی تعلیم بھی دی جاتی تھی۔ انھوں نے لیبیا کے عوام کو قانون کا ادب کرنا سکھایا۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند نے ان کے کام کو آگے بڑھایا۔ ان کی تبلیغ سے افریقی عوام بکثرت مشرف بہ اسلام ہوئے۔ فرانسیسیوں اور سنوسیوں کے درمیان کئی معرکے ہوئے۔ سنوسیوں نے لیبیا کو اٹلی سے بچانے کے لیے بڑی قربانیاں دیں۔ اٹلی نے وقتی طور پر لیبیا پر قبضہ کر لیا لیکن لیبیا کے عوام اپنے ملک کو آزاد کرانے میں کامیاب ہو گئے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

4- امام ابونجولؒ اور ان کی تحریک

انڈونیشیا پر ہالینڈ کے قبضے کے بعد سب سے پہلے ساٹرا میں اس کے خلاف جدوجہد کا آغاز ہوا۔ ڈچ قوم کے خلاف جو تحریک شروع کی گئی تھی اس کے سربراہ امام ابونجولؒ تھے۔ امام صاحب ایک جید عالم، نامور فقیہہ، متقی اور پرہیزگار تھے۔ انھوں نے معتقدین اور شاگردوں کی ایک جماعت تیار کی اور ڈچ قوم کے خلاف جہاد شروع کیا۔ انھوں نے سرفروشی اور بہادری کی ایسی مثالیں چھوڑی ہیں کہ انڈونیشیا کے عوام آج تک ان کا احترام کرتے ہیں۔

ان مجاہدوں کے کارناموں کی وجہ سے انڈونیشیا کے عوام میں قومی بیداری پیدا ہوئی۔ بالآخران کی قربانیاں رنگ لائیں اور ڈچ انڈونیشیا سے نکلنے پر مجبور ہو گئے۔

5- مولانا محمد علی جوہر رحمتہ اللہ علیہ:

مولانا محمد علی جوہرؒ کا شمار برصغیر کی تحریک آزادی کے نامور رہنماؤں میں ہوتا ہے۔ آپ کی یہ خواہش تھی کہ تمام اسلامی ممالک یورپی استعمار سے نجات حاصل کریں اور آزاد ہو جائیں برصغیر میں برطانوی استعمار کے خلاف تحریکیں چلانے میں آپ پیش پیش تھے۔

مولانا محمد علی جوہرؒ 1878ء میں رام پور (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ برصغیر میں بی اے کرنے کے بعد برطانیہ چلے گئے جہاں آکسفورڈ یونیورسٹی میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی جس کے نتیجے میں انھوں آنرز کی ڈگری ملی۔ برصغیر واپس آکر اپنی عملی زندگی کا آغاز کیا۔

آپ نے کولکتہ سے انگریزی زبان کا اخبار شائع کرنا شروع کیا۔ اس کا نام کامریڈ تھا۔ اس میں مسلمانوں اور برصغیر کے مسائل کا تجزیہ کیا جاتا تھا۔ یہ اخبار بہت مقبول ہوا۔

آپ کے دل میں اسلام کے لیے بے پناہ محبت اور عقیدت تھی اور مسلمانوں سے بہت زیادہ ہمدردی تھی، چاہے وہ کسی بھی ملک سے تعلق رکھتے ہوں۔ یہی وجہ تھی کہ جب بھی کسی مسلم ملک کو مشکل حالات درپیش ہوئے۔ آپ کو دکھ ہوا اور آپ نے علی الاعلان اس کی حمایت کی۔ 1912ء میں جب بلقان کی ریاستوں نے (موجودہ یونان، بلغاریہ اور یوگوسلاویہ کے کچھ علاقے) ترکی پر حملہ کیا تو مولانا محمد علی جوہرؒ نے اپنے بھائی مولانا شوکت علیؒ اور دیگر مسلمانوں سے مل کر ترکی کی حمایت کی تحریک چلائی۔ ترک حکومت کی امداد کے لیے چندہ جمع کیا اور اس کی حمایت میں زوردار مضامین لکھے۔

پہلی جنگ عظیم میں ترکی نے جرمنی کا ساتھ دیا۔ مولانا محمد علی جوہرؒ نے ترکی کی پالیسی کی حمایت اور برطانوی حکومت کی مخالفت کی۔ اس وجہ سے آپ کو برطانوی حکومت نے قید بھی کیا۔

پہلی جنگ عظیم کے دوران جب ترکی اور اس کے حلیف ممالک کی شکست کے آثار نظر آنے لگے تو برصغیر کے مسلمانوں نے خطرہ محسوس کیا کہ اگر ترکی کو شکست ہوئی تو ترکی میں خلافت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ مسلمانوں کو خلافت سے مذہبی اور جذباتی لگاؤ تھا۔ انھوں نے خلافت کے تحفظ کے لیے برصغیر میں تحریک خلافت کا آغاز کیا۔ بعد میں جب ترکی کو جنگ عظیم میں شکست ہوگئی تو تحریک خلافت زیادہ تیز ہوگئی۔ مولانا محمد علی جوہرؒ اور ان کے بھائی مولانا شوکت علیؒ اس تحریک کے روح رواں تھے۔ آپ دونوں نے اپنی تقاریر، تحریروں اور مؤثر قیادت

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سے مسلمانوں میں ایک نیا ولولہ پیدا کر دیا اور برصغیر میں برطانوی استعمار کے خلاف ایک تحریک چل پڑی۔

مولانا محمد علی جوہرؒ عالم اسلام کے اتحاد کے علم بردار بھی تھے۔ آپ نے اپنی تحریروں اور تقاریر سے اسلامی ملت کے تصور کو فروغ دیا اور مسلمانوں کو تلقین کی کہ وہ متحد ہو کر ہی اپنا کھویا ہوا وقار حاصل کر سکتے ہیں۔

آپ مسلم لیگ سے بھی وابستہ رہے اور اس جماعت کے لیے کام کیا۔ آپ نے لندن میں منعقد ہونے والی گول میز کانفرنس 1930ء میں شرکت کی۔ گول میز کانفرنس حکومت برطانیہ نے منعقد کی تھی تاکہ برصغیر کے رہنماؤں سے گفت وشنید کے بعد برصغیر کے لیے ایک آئینی ڈھانچہ تیار کیا جائے۔ اس گول میز کانفرنس میں مولانا محمد علی جوہرؒ نے بہت مؤثر پیرائے میں برصغیر کی آزادی کا مطالبہ کیا۔ آپ نے جنوری 1931ء میں وفات پائی۔

6- علامہ محمد اقبال رحمتہ اللہ علیہ

علامہ محمد اقبالؒ موجودہ صدی کے ممتاز مسلم دانش ور اور رہنما تھے۔ آپ کو پاکستان کے قومی شاعر کا رتبہ حاصل ہے کیونکہ آپ نے قیام پاکستان کی جدوجہد میں نمایاں کردار ادا کیا۔ علامہ اقبالؒ نے اپنے اشعار اور خطبات کے ذریعے برصغیر کے مسلمانوں کو خواب غفلت سے جگایا، ان کے قومی تشخص کو اجاگر کیا اور انھیں اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی نصیحت کی۔

علامہ اقبالؒ 9 نومبر 1877ء میں سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم سیالکوٹ ہی میں حاصل کی۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم۔ اے کرنے کے بعد درس و تدریس کے شعبے سے منسلک ہو گئے، بعد میں برطانیہ اور جرمنی میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی جس کے نتیجے میں جرمنی کی ایک یونیورسٹی نے انھیں ڈاکٹریٹ کی ڈگری دی۔

انگلستان کے قیام کے دوران علامہ اقبالؒ نے ایک اور مسلمان دانش ور سید امیر علی سے مل کر مسلم لیگ کو لندن میں منظم کیا۔ برصغیر واپس آنے کے بعد آپ مسلم لیگ سے منسلک رہے۔ 1927ء میں آپ پنجاب کی قانون ساز اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔

آپ نے ایک فلسفی اور شاعر کی حیثیت سے شہرت پائی۔ آپ اتحادِ عالم اسلامی کے بڑے داعی تھے۔ آپ نے اپنی شاعری کے ذریعے مسلمانوں کو تلقین کی کہ وہ اپنے تمام جھگڑوں کو ختم کر کے اسلام کے جھنڈے کے نیچے متحد ہو جائیں۔ ایسا کرنے سے ان کی بہت سی مشکلات حل ہو جائیں گی۔

علامہ اقبالؒ برطانوی نو آبادیاتی نظام اور تہذیب کے سخت خلاف تھے۔ آپ کی خواہش تھی کہ تمام مغلوب قومیں آزاد ہو جائیں۔ وہ برصغیر میں برطانوی راج کے خاتمے کے حامی تھے۔

علامہ اقبالؒ کا خیال تھا کہ مسلمانوں کو مغرب کے تہذیب و تمدن اور سیاست کی نقل نہیں کرنی چاہیے۔ مغرب کی تہذیب اور ثقافت اندر سے کھوکھلی ہے۔ یہ مسلمانوں کے مسائل کا حل نہیں پیش کرتی۔ مسلمانوں کی فلاح اسلامی اصولوں پر عمل پیرا ہونے سے ممکن ہے۔

آپ کی رائے میں مسلمانوں کی اپنی تاریخ، تہذیب و تمدن اور معاشرت ہے جو کہ برصغیر میں انھیں ہندوؤں سے ممتاز بناتی ہے۔ اس لیے علامہ اقبالؒ نے 1930ء میں الہ آباد میں منعقد ہونے والے مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں برصغیر کے مسلمانوں کے حالات کا تفصیلی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تجزیہ کیا اور ان کے لیے علیحدہ وطن کا تصور پیش کیا۔

آپ نے 21 اپریل 1938ء کو وفات پائی۔

7- قائداعظم محمد علی جناح رحمتہ اللہ علیہ:

قائداعظم محمد علی جناحؒ نہایت مخلص اور پرعزم قائد تھے۔ ان کی ولولہ انگیز قیادت میں برصغیر کے مسلمانوں نے آزادی کے حصول کے لیے جدوجہد کی۔ یہ قائداعظمؒ کی اعلیٰ قیادت کا نتیجہ تھا کہ مسلمانوں کا علیحدہ وطن پاکستان قائم ہوا اور اس طرح علامہ اقبالؒ کا تصور پاکستان حقیقت بن گیا۔

قائداعظم محمد علی جناحؒ 25 دسمبر 1876ء کو کراچی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کراچی اور ممبئی میں حاصل کرنے کے بعد انگلستان سے قانون کا امتحان پاس کیا۔ شروع میں قائداعظمؒ نے کانگرس پارٹی میں شمولیت اختیار کی۔ اس وقت تک مسلمانوں کی سیاسی جماعت مسلم لیگ ابھی قائم نہیں ہوئی تھی۔ ان دنوں میں آپ ہندو مسلم اتحاد کے حامی تھے۔ اس سلسلے میں آپ نے کافی کوششیں کیں۔ 1916ء میں لکھنؤ کے مقام پر کانگرس اور مسلم لیگ کے درمیان سیاسی تعاون کا معاہدہ آپ کی کوششوں کا نتیجہ تھا۔

کانگرس پارٹی میں کام کرنے سے آپ کو احساس ہوا کہ ہندوؤں کا مسلمانوں کی طرف روّیہ متعصبانہ تھا۔ سیاسی میدان میں ہندو اور کانگرس مسلمانوں پر اپنی برتری قائم کرنا چاہتے تھے۔ کانگرس پارٹی کے منفی روّیے کی وجہ سے قائداعظمؒ نے اپنی تمام تر توجہ مسلم لیگ اور مسلمانوں کی فلاح پر لگا دی۔

قائداعظمؒ نے اپنی سیاسی بصیرت اور قیادت سے مسلم لیگ کو مسلمانوں کی فعال جماعت بنا دیا۔ آپ نے حکومت برطانیہ اور کانگرس پارٹی سے مطالبہ کیا کہ وہ مسلمانوں کے علیحدہ تشخص کو تسلیم کرتے ہوئے ان کے مخصوص قومی مفادات کے تحفظ کی خاطر خواہ ضمانت مہیا کریں۔

کانگرس پارٹی یہ چاہتی تھی کہ انگریزوں کے برصغیر چھوڑنے پر وہ اقتدارِ اعلیٰ کی مالک بن جائے اور اس طرح مسلمانوں کو اپنا ماتحت بنا لے۔ کانگرس کا یہ اندازِ فکر قائداعظم کے لیے قابل قبول نہ تھا۔ قائداعظمؒ نے کانگرس کے منفی عزائم کو بے نقاب کیا اور مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے 1940ء میں مسلمانوں کے لیے علیحدہ وطن پاکستان کا مطالبہ پیش کیا۔

پاکستان کے قیام کے مطالبہ کی حمایت میں ایک مؤثر اور ملک گیر سیاسی تحریک چلائی۔ بالآخر 14 اگست 1947ء کو پاکستان ایک آزاد اور خود مختار اسلامی ملک کی حیثیت سے قائم ہوا۔

قائداعظمؒ ایک پرعزم اور راست باز رہنما تھے۔ آپ اپنے مؤقف پر سودے بازی کرنے کے قائل نہ تھے۔ یہ آپ کی اعلیٰ قیادت کا نتیجہ تھا کہ ہم سب کو آزادی کی دولت ملی اور اب ہم ایک آزاد اور خود مختار قوم کی حیثیت سے باعزت زندگی گزار رہے ہیں۔

آپ نے 11 ستمبر 1948ء کو وفات پائی۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اِسلامی ممالک کے مابین اتحاد اور افہام و تفہیم

اتحاد کی برکتوں سے کون انکار کرسکتا ہے۔ مسلمان مفکرین اور قائدین کی متفقہ رائے ہے کہ اگر تمام اِسلامی ممالک آپس میں تعاون بڑھائیں اور مؤثر اتحاد قائم کریں تو وہ تیزی سے ترقی کی منازل طے کرسکتے ہیں۔

اِسلامی ممالک میں افہام و تفہیم اور اتحاد سے اِسلامی تشخص کو فروغ ملے گا۔ ہر اِسلامی ملک اپنی دولت اور ذرائع کو یک جا کر کے اِسلامی دنیا میں سیاسی اور اقتصادی استحکام کو فروغ دے سکے گا۔ بین الاقوامی امور میں اِسلامی ممالک کی آواز کو زیادہ توجہ سے سنا جائے گا اور انھیں زیادہ عزت حاصل ہوگی۔

اِسلامی ممالک میں اتحاد اور افہام و تفہیم کو فروغ دینے کے لیے کافی کوششیں کی گئی ہیں۔ ان میں سے چند اہم کوششوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

1- علاقائی تعاون برائے ترقی (آر۔سی۔ڈی)

پاکستان، ایران اور ترکی کے مابین تعاون بڑھانے کے لیے 1964ء میں علاقائی تعاون برائے ترقی کی تنظیم قائم کی گئی۔ اس ادارے کا مرکزی دفتر تہران (ایران) میں تھا جس کی نگرانی سیکرٹری جنرل کرتا تھا۔ اس کی ایک کونسل تھی جو تینوں ممالک کے وزرائے خارجہ پر مشتمل تھی۔ کئی ذیلی کمیٹیاں بھی قائم کی گئی تھیں۔ تینوں ممالک کے سربراہان کی کانفرنسیں بھی وقتاً فوقتاً منعقد ہوتی تھیں۔

علاقائی تعاون برائے ترقی کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ تینوں ممالک کے مابین اقتصادی، تجارتی، صنعتی، ثقافتی، تعلیمی میدانوں میں اور سیر و سیاحت میں تعاون بڑھایا جائے اور مشترکہ منصوبے قائم کیے جائیں۔ تینوں ممالک کو ایک اعلیٰ پایہ کی سڑک سے ملایا جا رہا تھا اور سیر و سیاحت کو فروغ دینے کے لیے ضروری اقدامات کیے جا رہے تھے۔ دانشوروں، صحافیوں اور طالب علموں کے خیر سگالی تبادلے کیے جا رہے تھے۔ تینوں ممالک کے مابین تجارت کافی تیزی سے بڑھی۔

1979ء میں ایران کے اِسلامی انقلاب کے بعد یہ ادارہ کچھ غیر مؤثر ہوگیا تھا کیونکہ ایران کی حکومت اپنے اندرونی مسائل میں اتنی مصروف ہوگئی کہ وہ اس ادارے کی طرف زیادہ توجہ نہ دے سکی۔ 1984ء میں ایران نے علاقائی تعاون برائے ترقی میں دوبارہ دلچسپی کا اظہار کیا جس کے نتیجے میں تینوں ممالک نے اس ادارے کو دوبارہ مؤثر بنانے کا فیصلہ کیا۔

2- اقتصادی تعاون کی تنظیم (ای۔سی۔او)

جنوری 1985ء میں تینوں ممالک کی وزارت خارجہ کے اعلیٰ افسروں کی میٹنگ منعقد ہوئی جس میں اس کا نام تبدیل کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ نیا نام اقتصادی تعاون کی تنظیم Economic Co-operation Organization (ای۔سی۔او) ہے۔ اب قوی امید ہے کہ ای۔سی۔او ایک نئے ولولے اور عزم کے ساتھ پاکستان، ایران اور ترکی کے درمیان تعاون اور اتحاد کو فروغ دے گی۔ اس طرح تینوں ممالک کے صدیوں پرانے تعلقات زیادہ مستحکم ہو جائیں گے جو کہ دیگر ممالک کے لیے قابل تقلید ہوں گے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

1992ء میں افغانستان کے علاوہ وسط ایشیا کی ان ریاستوں نے اس تنظیم (E.C.O) میں شمولیت اختیار کی۔ آذربائیجان، تاجکستان، ترکمانستان، کرغیزستان، ازبکستان اور قازقستان۔اس طرح اس تنظیم کے ممبروں کی تعداد 10 ہو گئی ہے۔

3- عرب لیگ

یہ عرب ممالک کی نمائندہ تنظیم ہے جو کہ 1945ء میں قائم ہوئی۔ مشرق وسطیٰ اور شمالی افریقہ کے قریباً تمام عرب ممالک اس کے رکن ہیں۔ پہلے پہل اس کا دفتر مصر کے شہر قاہرہ میں تھا۔ بعد میں اسے تیونس منتقل کر دیا گیا۔ عرب لیگ کے بنیادی مقاصد یہ ہیں۔

1۔ عرب ممالک میں زیادہ سے زیادہ تعاون کو فروغ دینا۔

2۔ ممبر ممالک کی پالیسیوں میں ہم آہنگی پیدا کرنا اور باہمی تنازعات کو پرامن طریقوں سے حل کرنا۔

3۔ مشترکہ مفادات کے فروغ کے لیے اقدامات کی سفارش کرنا۔

عرب لیگ کے تنظیمی ڈھانچے میں کونسل کو کافی اہمیت حاصل ہے۔ یہ ممبر ممالک کے نمائندوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس کونسل کے ماتحت کئی ذیلی کمیٹیاں ہیں۔ ممبر ممالک کے سربراہوں کی کانفرنس بھی منعقد ہوتی ہے۔ انتظامی امور کی ذمے داری سیکرٹریٹ کے سپرد ہے۔ جس کی نگرانی سیکرٹری جنرل کرتا ہے۔

عرب لیگ نے عرب ممالک کے باہمی تنازعات کو طے کرانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس ادارے کی کوشش رہی ہے کہ تمام تنازعات افہام وتفہیم سے طے ہو جائیں، البتہ اس کی تمام کوششیں بارآور ثابت نہ ہو سکیں۔ اس نے اقتصادی اور تجارتی میدانوں میں بھی عرب ممالک میں تعاون کو فروغ دیا۔

عرب لیگ نے متحد ہو کر اسرائیل کا مقابلہ کرنے کے لیے بہت کام کیا۔ اسرائیل کی جارحانہ پالیسیوں کو دنیا کے سامنے بے نقاب کیا تا کہ دنیا کو یہ پتا چل جائے کہ مشرق وسطیٰ کی سیاست میں اسرائیل کتنا گھناؤنا کردار ادا کر رہا ہے۔

4- اِسلامی ممالک کی تنظیم

یہ اِسلامی ممالک کی نمائندہ تنظیم ہے۔ تمام اِسلامی ممالک اس کے ممبر ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اِسلامی کانفرنس اتحاد عالم اِسلامی کا ایک بڑا مظہر ہے۔ اس کا قیام ملت اسلامیہ کے اس تصوّر کی عملی صُورت ہے جس کو جمال الدین افغانیؒ، شیخ محمد عبدہؒ، مولانا محمد علی جوہرؒ، علامہ اقبالؒ اور قائداعظم محمد علی جناحؒ نے پیش کیا تھا۔

اِسلامی کانفرنس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ اِسلامی ممالک میں اُخوّت کو فروغ دیا جائے اور عالمِ اِسلام کو درپیش بیرونی خطرات کا مقابلہ کرنے کے لیے مشترکہ لائحۂ عمل تیار کیا جائے۔ اس کے علاوہ اِسلامی ممالک کی اقتصادی ترقی اور معاشرتی بہبود کے لیے منصوبے بنانا بھی اِسلامی کانفرنس کے پروگرام کا حصہ ہے۔

اِسلامی کانفرنس کا سب سے اعلیٰ ادارہ سربراہوں کی کانفرنس ہے۔ اِسلامی ممالک کے سربراہوں کی پہلی کانفرنس 1969ء میں رباط (مراکش) میں منعقد ہوئی، دوسری کانفرنس 1974ء میں لاہور (پاکستان) میں منعقد ہوئی۔ یہ پہلا موقع تھا کہ تمام اِسلامی ممالک کے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سربراہان اور اعلیٰ وفود پاکستان آئے۔ اس کانفرنس کو منعقد کرنے میں شاہ فیصل، معمر قذافی اور ذوالفقار علی بھٹو نے مرکزی کردار ادا کیا۔ تیسری کانفرنس 1981ء میں طائف (سعودی عرب) میں منعقد ہوئی۔ چوتھی سربراہی کانفرنس مراکش کے شہر کاسابلانکا میں 1984ء میں، پانچویں سربراہی کانفرنس کویت میں 1987ء میں اور چھٹی سربراہی کانفرنس سینی گال کے صدر مقام ڈاکار میں دسمبر 1991ء میں منعقد ہوئی۔ ساتویں سربراہی کانفرنس دسمبر 1994ء میں مراکش کے شہر کاسابلانکا میں ہوئی۔ آٹھویں سربراہی کانفرنس دسمبر 1997ء میں ایران کے دارالحکومت تہران میں ہوئی۔ نویں سربراہی کانفرنس نومبر 2000ء میں قطر کے دارالحکومت دوحہ میں ہوئی۔ دسویں سربراہی کانفرنس اکتوبر 2003ء میں ملائیشیا کے شہر پتراجایا میں منعقد ہوئی۔ ان سربراہی کانفرنسوں میں اسلامی دنیا کو درپیش مسائل کا پوری تفصیل سے جائزہ لیا گیا اور اہم قراردادیں منظور کی گئیں۔ ان میں فلسطین کا مسئلہ، مسئلہ افغانستان، ایران و عراق جنگ، مسئلہ کشمیر اور دوسرے اقتصادی امور نمایاں ہیں۔

اسلامی کانفرنس کا دوسرا اہم ادارہ وزرائے خارجہ کی کانفرنس ہے۔ 2004ء تک وزرائے خارجہ کے 30 معمول کے اجلاس اور کئی غیر معمولی اجلاس منعقد ہوئے۔ ان میں سے کچھ اجلاس کا انعقاد پاکستان میں ہوا۔

اسلامی کانفرنس کا صدر دفتر سعودی عرب کے شہر جدہ میں ہے۔ جس کی نگرانی ایک سیکرٹری جنرل کرتا ہے۔ جسے ممبر ممالک منتخب کرتے ہیں۔ دسمبر 1984ء میں اسلامی کانفرنس کے سیکرٹری جنرل کا عہدہ پاکستان کو ملا۔

پاکستان ہمیشہ اتحاد عالم اسلامی کا علمبردار رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان نے اسلامی کانفرنس قائم کرنے اور اسے مستحکم کرنے کے عمل میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ پاکستان اسلامی کانفرنس کا سرگرم رکن ہے اور کوشاں ہے کہ اسے مزید فعال بنایا جائے۔

سوالات

(الف) جواب دیں۔

1:- مسلمانوں میں بیداری پیدا کرنے کے سلسلے میں جن شخصیات نے گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ ان میں سے دو شخصیات کی خدمات کا جائزہ لیں۔

2:- درج ذیل میں سے کسی دو پر نوٹ لکھیں۔

I- علاقائی تعاون برائے ترقی　　II- عرب لیگ　　III- اسلامی کانفرنس

(ب) درج ذیل بیانات میں سے جو صحیح ہیں ان کے سامنے صحیح کا نشان (✓) اور جو غلط ہیں، ان کے سامنے غلط کا نشان (×) لگائیں۔

I- سید جمال الدین افغانیؒ افغانستان میں پیدا ہوئے۔

II- سید جمال الدین افغانیؒ نے مصر سے عربی زبان میں ایک رسالہ نکالا۔

III- شیخ محمد عبدہؒ سید جمال الدین افغانیؒ کے استاد تھے۔

IV- مولانا محمد علی جوہرؒ تحریک خلافت کے بانیوں میں سے تھے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

V- علامہ اقبالؒ نے 1930ء میں خطبۂ الٰہ آباد کے ذریعے برصغیر کے مسلمانوں کے لیے علیحدہ وطن کا تصور پیش کیا۔

VI- قائداعظم محمد علی جناحؒ مسلم لیگ کے بانی تھے۔

VII- دنیا کا ہر مسلم ملک عرب لیگ کا ممبر ہے۔

VIII- پاکستان، ایران اور ترکی علاقائی تعاون برائے ترقی کے ممبر ہیں۔

IX- اسلامی سربراہی کانفرنس کے تین اجلاس پاکستان میں منعقد ہو چکے ہیں۔

X- علاقائی تعاون برائے ترقی کا نیا نام اقتصادی تعاون کی تنظیم ہے۔

عملی کام

(ج) مسلم ممالک کے نام حروفِ تہجی کی ترتیب سے لکھیں

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

5 مُسلم دُنیا کے طبعی خدوخال

زمین کو سطح کے لحاظ سے جن حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ انھیں علم جغرافیہ کی رو سے قدرتی یا طبعی تقسیم کہتے ہیں۔ اس اعتبار سے مسلم ممالک کی سطح زمین کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

1- سلسلہ ہائے کوہ 2- سطوحِ مُرتفع 3- دریائی میدان 4- ریگستان 5- بحر اور بحیرے

1- سلسلہ ہائے کوہ

پاکستان کے شمال میں سطح مُرتفع پامیر واقع ہے۔ یہ دنیا کی سب سے اونچی سطح مُرتفع تصور کی جاتی ہے اس لیے اسے دنیا کی چھت کہا جاتا ہے۔ یہیں سے دنیا کے بلند ترین پہاڑی سلسلے شروع ہوتے ہیں۔

سطح مرتفع پامیر کے جنوب مشرق میں کوہ قراقرم کے سلسلے واقع ہیں۔ انھیں سلسلوں میں دنیا کی دوسری بلند ترین چوٹی کے۔ ٹو واقع ہے۔ کوہ قراقرم سے مزید آگے مشرق کی طرف کوہ ہمالیہ کے بلند سلسلے شروع ہوتے ہیں۔ کوہ ہمالیہ کی مشرقی شاخیں برما سے آگے سمندر پار کر کے مسلم ممالک ملائیشیا اور انڈونیشیا میں چلی گئی ہیں۔ اس کی ایک شاخ بنگلہ دیش میں سلہٹ کی طرف جاتی ہے اور پھر یہ چٹا گانگ میں نمودار ہوتی ہے۔

کوہ ہمالیہ کے سلسلے شرقاً غرباً پھیلے ہوئے ہیں اور بہت بلند ہیں۔ یہ پہاڑی سلسلے مسلم ممالک کو ہلال کی طرح گھیرے ہوئے ہیں۔ یہی وہ پہاڑ ہیں جو بخارات سے لدی ہوئی موسم گرما کی مون سون ہواؤں کو روک کر اس خطے میں بارش برسانے کا سبب بنتے ہیں۔ مزید برآں یہ پہاڑی سلسلے وسط ایشیا کی طرف سے آنے والی سرد ہواؤں کو روک لیتے ہیں جس کی وجہ سے یہ خطہ ان سرد ترین ہواؤں کے شدید حملے سے بہت حد تک محفوظ رہتا ہے۔ دنیا کی سب سے اونچی چوٹی ماؤنٹ ایورسٹ بھی ہمالیہ ہی میں واقع ہے۔ انھی پہاڑی سلسلوں میں سے افغانستان، پاکستان، بھارت، بنگلہ دیش، ملائیشیا اور انڈونیشیا کے اہم دریا نکلتے ہیں۔ جن پر اس علاقے کے بیشتر ممالک کی ترقی کا انحصار ہے۔

کوہ ہندوکش کا سلسلہ پاکستان کی شمال مغربی سرحد سے شروع ہوکر افغانستان کے اندر تک چلا گیا ہے۔ کوہ سلیمان پاکستان اور افغانستان کی سرحد پر واقع ہے۔ سطح مرتفع بلوچستان اس پہاڑ کے جنوب مغرب کی طرف ایران تک چلی گئی ہے۔ ان پہاڑی سلسلوں کی شمالی شاخ کا نام کوہ البرز ہے جبکہ جنوبی شاخ کوہ زاغروس کے نام سے منسوب ہے۔ کوہ البرز کے سلسلے بھی کافی بلند ہیں۔ ان کی چوٹیاں سارا سال برف سے ڈھکی رہتی ہیں۔ سردیوں کے موسم میں ان پہاڑوں سے آنے والی سرد ہوائیں ایران کے جنوبی حصوں کو یخ بستہ کر دیتی ہیں۔ کوہ زاغروس کے سلسلے عراق کی سرحد کے ساتھ ساتھ خلیج فارس تک پھیلے ہوئے ہیں۔ ان پہاڑوں کا سلسلہ ترکی تک چلا گیا ہے۔ ترکی کے شمال میں کوہ پنطس اور جنوب میں کوہ طورس کے سلسلے ہیں۔ کوہ البرز اور کوہ زاغروس سے نکلنے والے دریا ایران کے ریگستانوں میں ختم ہوجاتے ہیں۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

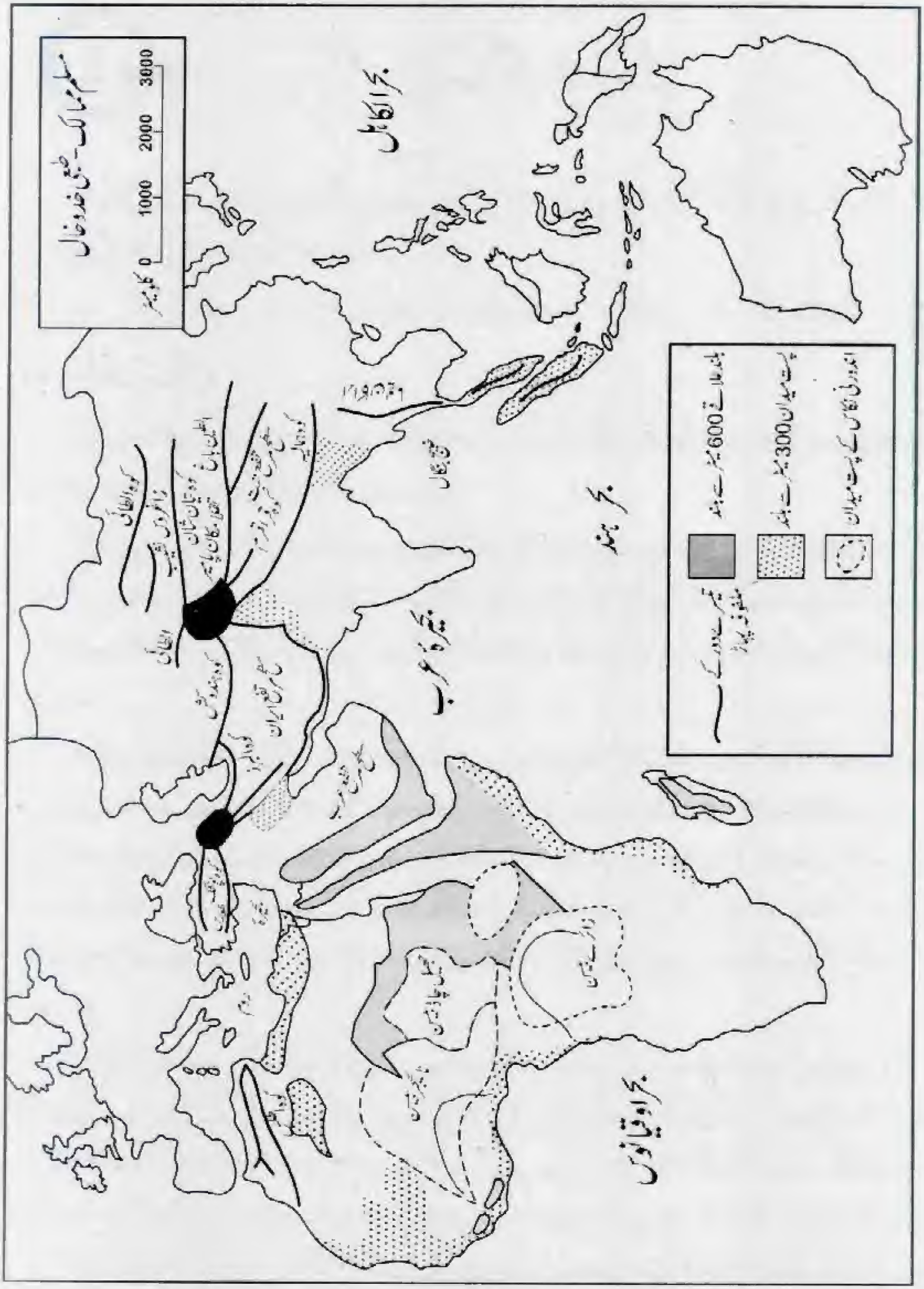

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

افغانستان کے پہاڑوں میں سے نکلنے والے دریا، دریائے کابل اور دریائے آمو وادی کی سرزمین کو سیراب کرتے ہیں۔ یہ پہاڑ قدرتی معدنی دولت سے مالا مال ہیں۔

خلیج فارس کے مغرب میں یہی پہاڑی سلسلے آبنائے ہرمز میں سے ہوتے ہوئے مسقط تک جا پہنچتے ہیں۔ مشرق میں یہ سلسلے مکران میں سے ہوتے ہوئے دریائے سندھ کے ڈیلٹا تک آتے ہیں۔ دریائے سندھ کے دہانے سے کچھ پہلے یہ پہاڑی سلسلے شمال کی طرف مڑ جاتے ہیں اور کوہ کیرتھر کا نام پاتے ہیں۔ ان میں سے کچھ سلسلے کوئٹہ تک آتے ہیں۔

براعظم افریقہ کے شمال مغربی حصے سے شکن دار پہاڑوں کے سلسلے شروع ہوتے ہیں۔ مراکش میں انھیں کوہ اطلس کہتے ہیں۔ کوہ اطلس کے کچھ سلسلے الجزائر میں جا نکلتے ہیں۔ مراکش کے شمالی مغربی پہاڑی سلسلے شرقاً غرباً یورپ میں جا پہنچتے ہیں۔ وہاں انھیں کوہ ایلپس کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ پہاڑ انسان کے لیے بے شمار معدنی اور نباتاتی وسائل پیدا کیے ہوئے ہیں۔ دریاؤں اور چشموں کے علاوہ آبی چکر میں بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

2- سطوح مرتفع

مسلم ممالک میں واقع پہاڑی سلسلوں کے درمیان کئی سطوح مرتفع ہیں۔ ان میں سے اہم کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

پاکستان میں پوٹھوار اور بلوچستان کی سطوح مرتفع واقع ہیں۔ سطح مرتفع پوٹھوار میں زیادہ تر راولپنڈی، جہلم اور میانوالی کے اضلاع شامل سمجھے جاتے ہیں۔ یہاں کی زمین نسبتاً کم زرخیز اور عام طور پر پتھریلی اور ریتلی ہے۔ جہاں کہیں زمین قابل کاشت ہے، وہاں جوار اور باجرے کی کاشت کو ترجیح دی جاتی ہے۔ نمک، کوئلہ، معدنی تیل اور جپسم اس علاقے کی اہم معدنیات ہیں۔ بلوچستان کی سطح مرتفع وسیع و عریض ہے، یہ علاقہ زیادہ تر خشک اور بنجر ہے۔ البتہ یہاں کی زمین زرخیز ہے اور جہاں کہیں مناسب آب پاشی کا انتظام ممکن ہو سکا ہے، وہاں اچھی فصلیں پیدا ہو رہی ہیں۔ پھلوں کی پیداوار کے لیے تو اس علاقے کو بہت موزوں سمجھا جاتا ہے۔ اس علاقے کی اہم معدنی دولت میں کرومیم، کوئلہ، لوہا، قدرتی گیس، تانبہ اور گندھک شامل ہیں۔ معدنی تیل کی دریافت کے لیے بھرپور کوشش جاری ہے۔ قوی امکان ہے کہ مستقبل قریب میں یہ کوششیں بارآور ثابت ہوں گی اور اس معدنی دولت کے ذخائر کا پتا لگا لیا جائے گا۔

اس سطح مرتفع کا سلسلہ پاکستانی حدود کے پار دیگر مسلم ممالک تک پھیلا ہوا ہے۔ ان میں افغانستان، ایران، عراق، سعودی عرب، اردن، شام، ترکی اور فلسطین کے علاقے شامل ہیں۔ ان ممالک کو ماسوائے افغانستان کے پانچ بحیروں نے گھیر رکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان ممالک کو پانچ سمندروں کا علاقہ بھی کہتے ہیں۔ ان بحیروں کے نام یہ ہیں:- بحیرۂ کیسپین، بحیرۂ اسود، بحیرۂ روم، بحیرۂ قلزم اور خلیج فارس۔

سطح مرتفع جزیرہ نمائے عرب کا بیشتر حصہ گرم ہے۔ اس سطح مرتفع کا بلند ترین علاقہ یمن ہے۔ یمن کا قہوہ بہت مشہور ہے۔ اس سطح مرتفع کے نخلستانی علاقوں میں آبادی زیادہ ہے۔ باقی جگہوں پر آبادی نہ ہونے کے برابر ہے۔

برّاعظم افریقہ کا بیشتر علاقہ سطح مرتفع میں شمار ہوتا ہے۔ شمال مغربی افریقہ میں اطلس کے پہاڑی سلسلوں کے درمیان تل کی سطح مرتفع واقع ہے جو اپنی چراگاہوں کی وجہ سے امتیازی مقام حاصل کر چکی ہے۔ افریقہ کے جنوبی حصے میں سطح مرتفع کا مشرقی کنارہ کافی اونچا ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

3- دریائی میدان

اکثر مسلم ممالک کی زراعت کا بیشتر دارومدار ان دریاؤں کے پانی پر ہے جو ان ممالک میں واقع پہاڑی سلسلوں سے بہتے ہیں۔ مسلم ممالک کے شمال میں پہاڑوں کے وسیع سلسلے واقع ہیں، یہی وجہ ہے کہ ان ممالک میں بہنے والے بیشتر دریا شمالاً جنوباً بہتے ہیں۔ ان دریاؤں کے پانی سے لاکھوں ایکڑ زمین کو سیراب کیا جاتا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ فصلیں اُگا کر زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کی جا سکے۔

مسلم ممالک میں واقع درج ذیل پانچ دریائی وادیاں بہت مشہور ہیں۔

1- دریائے نیل کی وادی

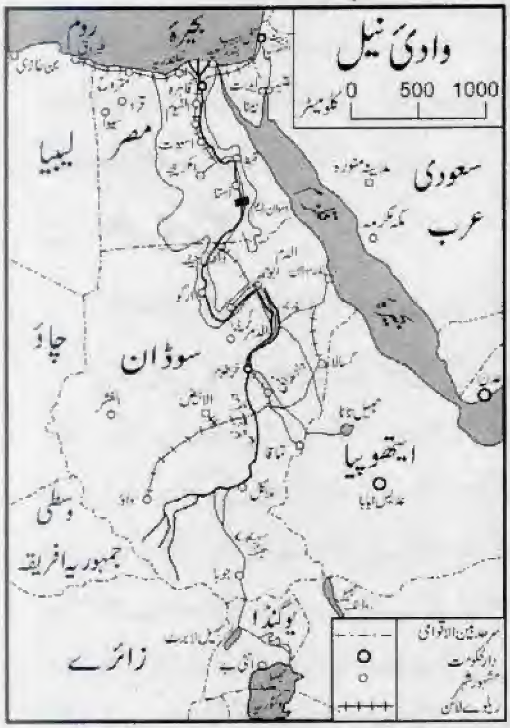

دریائے نیل لمبائی کے لحاظ سے مسلم دنیا کا سب سے بڑا دریا ہے۔ اس کی لمبائی تقریباً 6650 کلو میٹر ہے۔ یہ دریا سوڈان اور مصر میں سے بہتا ہوا شمال میں بحیرۂ روم میں جا گرتا ہے۔ دریائے نیل مصر کی زراعت کے لیے ایک نعمت ہے۔ اس لیے اس علاقے کو تحفۂ نیل بھی کہتے ہیں۔

دریائے نیل کے پانی سے صحیح معنوں میں فائدہ اٹھانے کے لیے اس پر بند تعمیر کیے گئے ہیں۔ ان میں سے بڑا بند اسوان کے مقام پر مصر میں تعمیر کیا گیا ہے، اسی لیے اسے اسوان بند کہتے ہیں۔

دریائے نیل کی ایک شاخ نیل ابیض کہلاتی ہے اور دوسری شاخ نیل ازرق۔ سوڈان کے علاقے میں خرطوم کے قریب یہ دونوں شاخیں آپس میں مل جاتی ہیں۔ ان دونوں دریاؤں یعنی نیل ابیض اور نیل ازرق کا درمیانی علاقہ جزیرہ کا میدان ہے۔ یہ علاقہ بہت زرخیز ہے۔ اس خطے میں پیدا ہونے والی کپاس دنیا بھر میں مشہور ہے۔ گندم، مکئی اور باجرہ دوسری اہم فصلیں ہیں۔

2- دریائے اردن کی وادی

فلسطین کا وہ علاقہ جو اردن کی سلطنت میں شامل ہے اور جسے دریائے اردن سیراب کرتا ہے، دریائے اردن کی وادی یا وادئ فاروق کہلاتا ہے۔ گندم، جو اور زیتون اس علاقے کی اہم پیداوار ہیں۔

3- دریائے دجلہ اور فرات کی وادی

عراق اور شام کا کچھ حصہ دو دریاؤں یعنی دجلہ اور فرات کی بدولت سیراب ہوتا ہے۔ ان دونوں دریاؤں کے درمیان واقع علاقہ میسوپوٹامیا کہلاتا ہے۔ یہ وادی زمانہ قدیم سے تہذیب و تمدن کا گہوارہ رہی ہے۔ اس خطے کا شمار بھی دنیا کے زرخیز ترین میدانوں میں ہوتا ہے۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کھجور، گندم، جو اور چاول اس علاقے کی اہم پیداوار ہیں۔ دجلہ اور فرات کے وسطی حصوں میں تیل کے چشمے بھی پائے جاتے ہیں۔

یہ دونوں دریا یعنی دجلہ اور فرات بصرہ (عراق) کے نزدیک ایک دوسرے سے مل جاتے ہیں۔ اس ملاپ کے بعد ان دونوں دریاؤں کو شط العرب کہتے ہیں جو بالآخر خلیج فارس میں جا گرتے ہیں۔

4- دریائے سندھ کی وادی

دریائے سندھ اور اس کے معاون دریاؤں جہلم، چناب، راوی اور ستلج سے سیراب ہونے والے علاقے کو دریائے سندھ کی وادی کہتے ہیں۔ کالا باغ (میانوالی) اور کوٹری تک کے علاقے کو دریائے سندھ کا بالائی میدان کہتے ہیں اور اس کے نیچے کے علاقے کو دریائے سندھ کا زیریں میدان کہتے ہیں۔ اس سارے میدان میں نہروں کا جال بچھا ہوا ہے۔ سندھ کا طاس دنیا کے زرخیز ترین علاقوں میں شمار ہوتا ہے۔ یہاں بیشتر آب پاشی نہروں کی بدولت ہے۔ یہ نہری نظام دنیا میں بہترین سمجھا جاتا ہے۔ یہاں ہر قسم کی فصلیں پیدا ہوتی ہیں۔ البتہ گندم، کپاس، گنا، چاول اور مکئی نسبتاً زیادہ اہم فصلیں ہیں۔

دریائے سندھ اور اس کے تمام چھوٹے بڑے معاون دریا پاکستان کے مختلف علاقوں میں سے بہتے ہوئے بالآخر پنجند کے مقام پر ایک دوسرے سے مل جاتے ہیں اور بعد میں ان سب کا پانی بحیرہ عرب میں جا گرتا ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

5- دریائے برہم پتر کی وادی

دریائے برہم پتر بنگلہ دیش کا اہم ترین دریا ہے۔ یہ دریا جب خلیج بنگال کے قریب آتا ہے تو بھارت کی جانب سے دریائے گنگا بھی اس میں شامل ہو جاتا ہے۔ یہ دونوں دریا مل کر ایک بہت بڑے ڈیلٹے کو جنم دیتے ہیں۔ یہ تمام علاقہ چاول، پٹ سن اور تمباکو کی پیداوار کے لیے مشہور ہے۔ سلہٹ کی پہاڑیوں پر چائے کی کاشت ہوتی ہے۔ ڈیلٹے کے علاقے میں سندر بن کا مشہور جنگل ہے۔ دریائے برہم پتر کی وادی کے علاقے میں آبادی گنجان ہے۔

انڈونیشیا

قریباً تیرہ ہزار جزیروں کا ملک ہے۔ یہ علاقہ استوائی خطے میں واقع ہے اس لیے یہاں خوب بارش ہوتی ہے۔ اس علاقے میں واقع آتش فشاں پہاڑوں سے نکلنے والے لاوے کی تہہ یہاں کی زمین کو زرخیزی بخشتی ہے۔ ویسے اس کا ساحل کٹا پھٹا ہے۔

ملائیشیا کا بیشتر علاقہ میدانی ہے۔

4- ریگستان

دنیا کا سب سے بڑا ریگستان صحرائے اعظم افریقہ میں واقع ہے۔ اس صحرا میں مصر، سوڈان، لیبیا تیونس، الجزائر اور مراکش کے جنوبی حصے شامل ہیں۔ صحرا کے شمالی اور مشرقی حصوں میں آج بھی ہر جگہ ریت ہی ریت نظر آتی ہے۔ دریائے نیل کی وادی کے سوا کہیں ہریالی اور شادابی نظر نہیں آتی۔ یہ ریگستانی کیفیت بحیرۂ قلزم کے پار بھی نظر آتی ہے۔

براعظم ایشیا کے مغرب میں صحرائے عرب واقع ہے۔ اس صحرا کا شمالی حصہ خلیج عقبہ تک چلا جاتا ہے۔ یہاں اسے صحرائے سینا کہتے ہیں۔ یہ صحرا مصر اور جزیرہ نمائے عرب کے درمیان واقع ہے۔

ایران کے صحرائی علاقے کو دشت لوط کہتے ہیں۔ یہ صحرا پاکستان کے صوبہ بلوچستان تک چلا گیا ہے۔ مکران کے ساحل کے ساتھ ساتھ یہ ریتلا علاقہ صوبہ سندھ کے تھر کے ریگستان سے جا ملتا ہے۔ اس صحرا کے اس حصے کو جو بہاولپور میں واقع ہے چولستان کہتے ہیں۔

مسلم ممالک کے یہ تمام ریگستانی علاقے معدنی پیداوار بالخصوص معدنی تیل کی دولت سے مالا مال ہیں۔ تمام مسلم ممالک انفرادی اور اجتماعی ہر دو رنگ میں کوشاں ہیں کہ اس معدنی دولت کے خزینوں کو جلد از جلد حاصل کیا جائے۔ اس سے ترقی کی منازل طے کرنے میں مدد ملے گی۔

5- بحر اور بحیرے

مسلم ممالک کی لمبی پٹی جو دنیا کے دو بڑے براعظموں یعنی ایشیا اور افریقہ میں واقع ہے، اس قدر علاقے کو گھیرے ہوئے ہے کہ اس کی حدیں دنیا کے تین بڑے بحروں: بحر اوقیانوس، بحر الکاہل اور بحر ہند کو چھوتی ہیں۔ اس کے علاوہ اہم ترین بحیرے اور خلیجیں بھی مسلم ممالک میں واقع ہیں۔ ان میں بحیرۂ عرب، بحیرۂ قلزم، بحیرۂ روم، بحیرۂ اخزر، بحیرۂ اسود، خلیج بنگال، خلیج اومان اور خلیج فارس زیادہ اہم ہیں۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

انڈونیشیا کے مشرقی جزائر بحرالکاہل میں واقع ہیں۔ ملائیشیا کا مشرقی ساحلی علاقہ بھی اسی بڑے سمندر کے کنارے واقع ہے۔ انڈونیشیا اور ملائیشیا کے مغربی ساحل بحرہند کے ساتھ واقع ہیں۔ بنگلہ دیش کے جنوب میں خلیج بنگال اور پاکستان کے جنوب میں بحیرۂ عرب واقع ہے۔ ایران، متحدہ عرب امارات، اومان، مسقط اور سعودی عرب بحیرۂ عرب کے کنارے واقع ہیں۔ بحیرۂ عرب کا وہ حصہ جو ایران اور متحدہ عرب امارات کے ساحل کی طرف شمال کو مڑ جاتا ہے اسے خلیج عمان اور خلیج فارس کہتے ہیں۔ مصر، لیبیا، تیونس، الجزائر اور مراکش کے شمال میں بحیرہ رُوم واقع ہے۔ ایران اور ترکی کے شمال میں بحیرۂ اخزر اور بحیرۂ اسود واقع ہیں۔ مراکش، موریطانیہ، گنی اور نائیجیریا بحراوقیانوس کے کنارے واقع ہیں۔

زمین پر تبدیلیاں لانے والے کارکن

زمین کی سطح ہمیشہ ایک سی نہیں رہتی بلکہ مختلف عوامل جابجا چھوٹی بڑی تبدیلیاں رونما کرتے رہتے ہیں۔ ان عوامل کو کارکن بھی کہتے ہیں۔ ان کارکنوں میں سورج، بارش، دریا، ہوا، آندھی، زلزلے اور پہاڑ نسبتاً اہم ہیں۔ علم جغرافیہ کی رو سے آخری دونوں کارکنوں کو اندرونی اور دوسروں کو بیرونی کارکن کہا جاتا ہے۔ آج سے لاکھوں سال پہلے زمینی ساخت کے ابتدائی مراحل میں یہ تبدیلیاں بڑی تیزی سے روپذیر ہوتی تھیں۔ البتہ جوں جوں وقت گزرتا گیا ان کی رفتار، کیفیت اور ہیئت میں کمی ہوتی گئی۔ آج کل تو سطح زمین کے کئی حصے ایسے ہیں جن میں عرصہ دراز سے کوئی بڑی تبدیلی رونما نہیں ہوئی بلکہ مستقبل قریب میں کسی بڑی تبدیلی کی توقع بھی نہیں۔

تبدیلیاں لانے والے اہم کارکنوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1- زلزلے

یہ تو ہم جانتے ہیں کہ زمین کے اندرونی حصے میں گرم مادہ موجود ہے۔ اس گرم مادے کو میگما کہتے ہیں۔ جہاں کہیں زمین کا پوست کمزور ہوتا ہے، وہاں سے میگما زوردار دھماکے سے باہر نکلنے کی کوشش کرتا ہے، تو اس خطے میں زمین پر زلزلہ محسوس ہوتا ہے۔ زمین کے اندرونی حصے میں چٹانیں ٹھنڈی ہونے کے باعث جب سکڑتی ہیں تو قریب میں واقع دوسری چٹانیں ان کی جگہ لینے کے لیے اس طرف سرک جاتی ہیں۔ اس تبدیلی کے باعث بھی زلزلے محسوس ہوتے ہیں۔ اگر زلزلے آبادی والے علاقوں میں آئیں تو جانی و مالی نقصان بھی ہوسکتا ہے۔ انڈونیشیا، ملائیشیا، پاکستان کے شمالی مغربی پہاڑوں، کوہ البرز، کوہ اٹلس اور ارارات کے پہاڑوں میں زلزلے آتے رہتے ہیں۔ ترکی میں تو زلزلے بہت تباہی مچاتے ہیں۔ 1935ء میں جو زلزلہ کوئٹہ کے علاقے میں آیا تھا اس نے بے پناہ تباہی کی تھی۔ پاکستان کے شمالی علاقوں میں 1974ء میں بھی شدید زلزلہ آیا تھا۔ چھوٹے موٹے جھٹکے تو کبھی کبھار محسوس ہوتے ہی ہیں۔ آتش فشانی کے عمل سے بھی سطح زمین پر متعدد تبدیلیاں واقع ہوتی رہتی ہیں۔ آرمینیا اور ارارات میں کبھی کبھی آتش فشانی ہوتی رہتی ہے۔ انڈونیشیا کے جزائر میں بھی یہ عمل جاری ہے۔

زلزلوں کی وجہ سے ناقابل تلافی جانی اور مالی نقصان پہنچتا ہے۔ عمارتیں تباہ اور ذرائع آمد و رفت درہم برہم ہو جاتے ہیں۔ علاقے کا قدرتی ماحول بری طرح متاثر ہوتا ہے۔ زمین میں دراڑیں اور شگاف پڑ جانے کی وجہ سے کھڑی فصلیں، درخت اور جانوروں کے مسکن متاثر ہوتے ہیں۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

2- بارش

بارش کئی طریقوں سے سطح زمین پر متعدد تبدیلیاں لاتی رہتی ہے۔ مثلاً جب بارش کے قطرے گرتے ہیں تو زمین کے اوپر کی مٹی بارش کے پانی کے ساتھ بہہ نکلتی ہے۔ جن مقامات پر بارش خوب ہو، زمین کی ڈھلان بھی زیادہ ہو نیز سطح زمین پر نباتات بالکل نہ ہوں یا نہ ہونے کے برابر ہوں تو یہ بارش زرعی مٹی کو بہا کر لے جاسکتی ہے جس کی وجہ سے فصلوں کی پیداوار متاثر ہوتی ہے۔ بعض صورتوں میں تو ایسے علاقوں میں بڑے بڑے گڑھے پڑ جاتے ہیں۔ پاکستان میں واقع سطح مرتفع پوٹھوار اسی قسم کی ایک مثال ہے۔

بارش ایک اور صورت میں بھی سطح زمین پر تبدیلی لانے کا سبب بنتی ہے۔ مثلاً جب بارش ہوتی ہے تو ہوا میں سے کاربن ڈائی آکسائیڈ اور آکسیجن گیس بارش کے قطروں میں مل جاتی ہے۔ جب یہ قطرے ایسی چٹانوں پر گرتے ہیں جو اس گیس ملے پانی میں حل ہوسکتی ہیں تو وہاں گڑھے اور غاریں بن جاتی ہیں۔ یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ ایسی تبدیلیاں چند گھنٹوں یا چند دنوں میں رونما نہیں ہوتیں۔ ہاں اگر یہ عمل عرصہ دراز تک ہوتا رہے تو رفتہ رفتہ یہ تبدیلیاں واضح شکل اختیار کرتی جاتی ہیں۔

مسلسل موسلا دھار بارش طغیانی کا سبب بنتی ہے۔ پاکستان میں موسم برسات کی موسلا دھار بارشیں طغیانی کا سبب بنتی ہیں، جس کی وجہ سے بہت سا علاقہ زیرِ آب آجاتا ہے اور قدرتی ماحول تباہ ہوجاتا ہے۔ سڑکیں اور املاک تباہ ہوجاتی ہیں۔

3- دریا

سطح زمین پر تبدیلیاں لانے میں دریا بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ دریا جب پہاڑوں سے نکل کر میدانوں کا رخ اختیار کرتے ہیں تو راستے میں آنے والی چٹانوں کو توڑتے پھوڑتے رہتے ہیں کیونکہ پہاڑی علاقوں میں دریاؤں کی رفتار عام طور پر بہت تیز ہوتی ہے۔ یہ دریا اپنے سفر کے دوران جو مٹی ساتھ لاتے ہیں وہ میدانوں میں بچھا دیتے ہیں جس سے وادیاں جنم لیتی ہیں۔

دریا زمین کی زرخیزی میں اضافے کا باعث بنتے ہیں۔ گھریلو، زرعی اور صنعتی استعمال کے لیے پانی مہیا کرتے ہیں۔ دریاؤں میں پھینکی جانے والی گھریلو اور صنعتی گندگی میں اضافے کے باعث دریاؤں میں آلودگی پیدا ہورہی ہے۔

4- سمندر

ہوا اور پانی کے زور سے سمندر کی تیز رفتار موجیں ساحل سے ٹکراتی ہیں تو ساحلی چٹانوں میں ٹوٹ پھوٹ ہوتی رہتی ہے۔ پانی چٹانوں کے اندر تک پہنچ جاتا ہے جس سے غاریں بن جاتی ہیں۔ اگر چٹانیں نرم ہوں تو وہ لہروں کا مقابلہ نہیں کرسکتیں اور یوں پانی دور تک خشکی کے اندر داخل ہوجاتا ہے۔ اس عمل سے خلیجیں وقوع پذیر ہوتی ہیں۔

سمندر پانی اور خوراک کا وسیع ذخیرہ ہے۔ سمندر کا پانی آبی بخارات کی شکل میں دنیا کے مختلف خطوں میں بارش کا سبب بنتا ہے۔ سمندروں میں جہاز رانی سے تیل کا جو اخراج ہوتا ہے۔ وہ سمندری پانی کو آلودہ کر رہا ہے جس سے مچھلیوں اور دیگر سمندری مخلوق کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ رہا ہے۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

5- ہوا اور آندھی

ہوا خواہ اس کی رفتار تیز ہو یا کم، سطح زمین پر اپنے انداز میں بتدریج تبدیلیاں لاتی رہتی ہے۔ مثال کے طور پر ایسی چٹانیں جن پر آکسیجن اثر انداز ہوتی ہے، وہ ہوا میں موجود آکسیجن کی وجہ سے بھر بھری ہو کر ٹوٹتی رہتی ہیں۔ تیز ہوا کا جسے ہم آندھی کہتے ہیں، ریگستانوں میں خاص طور پر زیادہ عمل دخل نظر آتا ہے۔ ہوا کے عمل سے ریت کے ٹیلے بنتے بگڑتے رہتے ہیں اور چٹانیں کٹ کر طرح طرح کی شکلیں اختیار کر لیتی ہیں۔

موجودہ صنعتی دور میں صنعتی علاقوں میں زہریلی گیسوں کے ہوا میں شامل ہونے سے ہوا آلودہ ہو رہی ہے۔ بعض علاقوں میں آندھی کی وجہ سے مٹی کے ذرات ہوا میں معلق رہتے ہیں جس سے ماحول آلودہ رہتا ہے جو سانس کی بیماریوں کا سبب بنتا ہے۔

سوالات

(الف) جواب دیں۔

1:- قدرتی یا طبعی تقسیم سے کیا مراد ہے؟

2:- مسلم ممالک میں واقع سلسلہ ہائے کوہ کے نام لکھیے۔

3:- مسلم ممالک میں واقع اہم پہاڑوں سے جو فوائد ان ممالک کو حاصل ہیں، ان کو تحریر کریں۔

4:- مسلم ممالک کی اہم سطوح مرتفع سے متعلق جو آپ جانتے ہیں، اسے لکھیے۔

5:- میدان سے کیا مراد ہے؟ مسلم ممالک میں واقع اہم دریائی میدانوں کے نام لکھیے نیز وہاں کی اہم پیداوار بھی تحریر کریں۔

6:- ان بحروں، بحیروں اور خلیجوں کے نام لکھیں، جو کسی نہ کسی طرح مسلم ممالک سے وابستہ ہیں۔

7:- سطح زمین پر تبدیلیاں لانے والے اہم کارکنوں کے نام لکھیں۔

(ب) درج ذیل بیانات میں سے صحیح پر (✓) اور غلط پر (×) کا نشان لگائیں۔

I- سطح مرتفع پامیر کو دنیا کی چھت کہا جاتا ہے۔

II- کے۔ٹو دنیا کی بلند ترین چوٹی ہے۔

III- بحر اور بحیرے میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔

IV- دریائے نیل دنیا کا سب سے بڑا دریا ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

6 مسلم ممالک کی آب و ہوا

آپ چھٹی جماعت میں ان عوامل سے متعلق تفصیل سے پڑھ آئے ہیں جو کسی خطے کی آب و ہوا پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ چونکہ مختلف عوامل اپنے اپنے رنگ ڈھنگ سے آب و ہوا پر اثر ڈالتے ہیں، اس لیے ایک خطے کی آب و ہوا دوسرے خطے کی آب و ہوا سے کسی قدر مختلف ہوتی ہے۔

آب و ہوا کے لحاظ سے مسلم ممالک کو درج ذیل خطوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

1- استوائی خطہ

اس خطے سے مراد وہ علاقہ ہے جو خط استوا کے دونوں جانب 5 درجے کے اندر واقع ہے۔ مسلم ممالک میں انڈونیشیا اور جنوبی ملائیشیا اس خطے میں واقع ہیں۔ خط استوا پر سورج کی شعاعیں سارا سال قریباً عموداً پڑتی ہیں۔ اس لیے استوائی خطے میں موسم سارا سال گرم رہتا ہے۔ چونکہ بارش بھی بکثرت ہوتی ہے، لہٰذا آب و ہوا کی مجموعی کیفیت گرم مرطوب ہوتی ہے۔ گرم مرطوب آب و ہوا کی وجہ سے اس خطے میں ایسی فصلیں کاشت کی جاتی ہیں، جنھیں بیک وقت پانی اور حرارت کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ چاول، گنا، ربڑ، چائے اور تمباکو یہاں کی اہم پیداوار ہیں۔

اس خطے میں جنگلات وسیع طور پر پائے جاتے ہیں۔ جھیلیں اور تالاب بھی کافی تعداد میں ہوتے ہیں۔ مچھلی ان لوگوں کی مرغوب غذا ہے۔

2- مون سونی خطہ

پاکستان اور بنگلہ دیش دونوں مسلم ممالک اس خطے میں واقع ہیں، لیکن ان کی آب و ہوا میں فرق ہے۔ بنگلہ دیش چونکہ مون سون ہواؤں کی زد میں پہلے آتا ہے، سمندر سے بھی قریب ہے اور پہاڑوں کا رخ بھی شرقاً غرباً ہے، جس کی وجہ سے ہوائیں بارش برسائے بغیر وہاں سے گزر نہیں سکتیں، اس لیے بنگلہ دیش میں پاکستان کی نسبت زیادہ بارش ہوتی ہے۔ پاکستان مون سونی خطے میں واقع ہونے کے باوجود گرم مرطوب آب و ہوا نہیں رکھتا بلکہ یہاں کی آب و ہوا شدید ہے، یعنی گرمیوں میں سخت گرم اور سردیوں میں سخت سرد۔

3- رومی آب و ہوا کا خطہ

یہ خطہ خط استوا کے دونوں جانب 30 اور 40 درجے کے درمیان واقع ہے۔ مسلم ممالک میں ترکی، مراکش اور الجزائر کے شمالی علاقے اس خطے میں شامل ہیں۔ یہاں بارش سردیوں میں ہوتی ہے۔ یہاں کی آب و ہوا گندم اور پھلوں کی کاشت کے لیے موزوں سمجھی جاتی ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

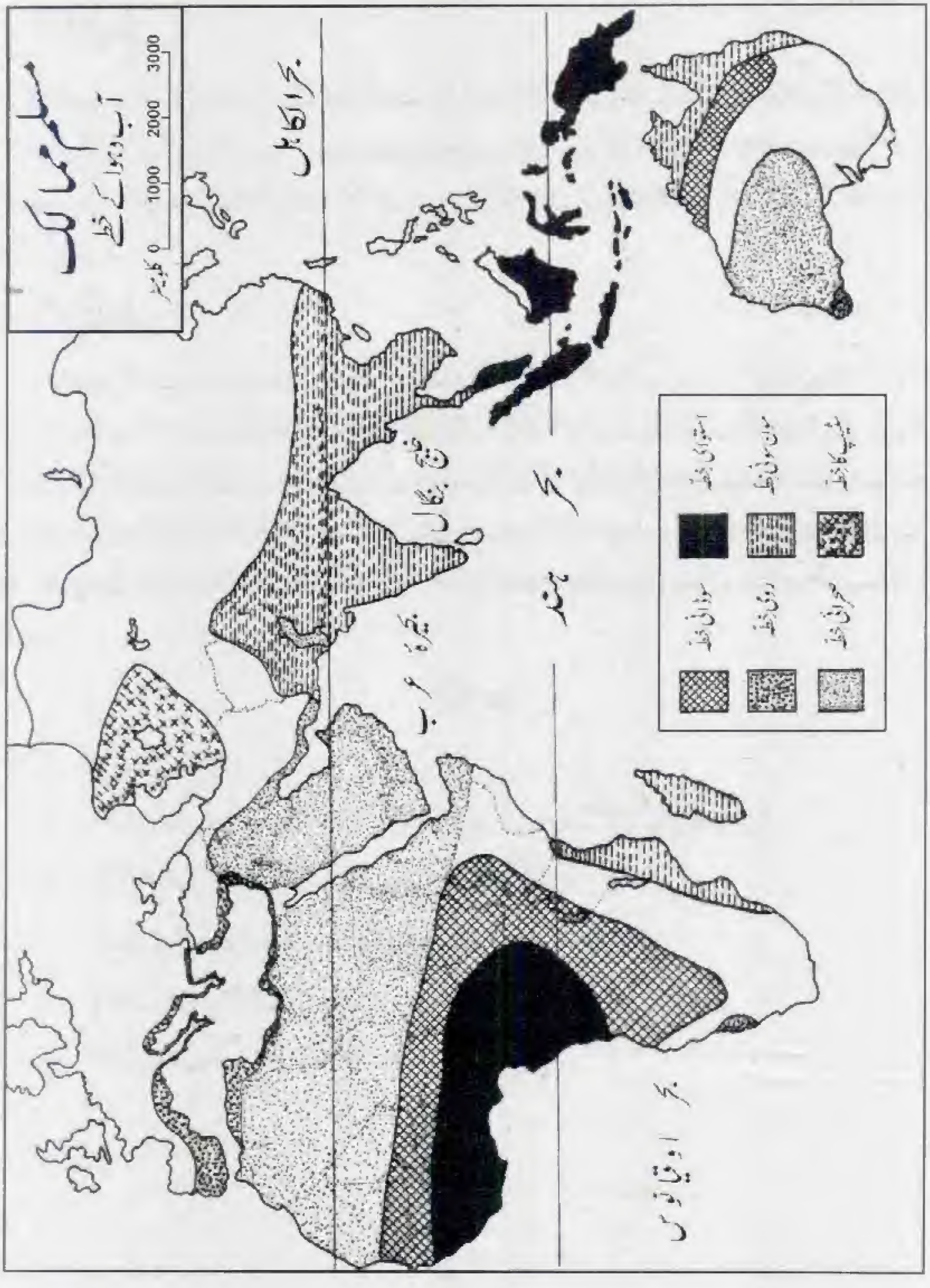

www.iqbalkalmati.blogspot.com

4- سوڈانی خطّہ

سوڈان اور نائیجیریا کا شمالی علاقہ اس خطے میں واقع ہے۔ بارش زیادہ تر موسم گرما میں ہوتی ہے۔ مگر اس کی مقدار اس قدر نہیں ہوتی کہ جنگلات اگ سکیں، البتہ لمبی لمبی گھاس پیدا ہوتی ہے۔ دریاؤں کے قریب جہاں آب پاشی کا مناسب انتظام موجود ہے، وہاں فصلوں سے اچھی پیداوار حاصل ہوتی ہے۔ کافی، گنا، مکئی وغیرہ اہم فصلیں ہیں۔ اس خطے کو سوڈان کی آب و ہوا کا خطہ یا منطقہ حارہ کے گھاس کے میدان کا خطہ بھی کہتے ہیں۔

5- صحرائی خطّہ

یہ خطہ خط استوا کے دونوں جانب 20 سے 30 درجے کے درمیان واقع ہے۔ مسلم ممالک میں سے مراکش، تیونس، الجزائر، لیبیا، مصر، سعودی عرب، یمن، عراق، ایران اور خلیج فارس کی ریاستیں اس خطے میں واقع ہیں، اس سارے علاقے میں بارش بہت کم ہوتی ہے، بارش کا کوئی خاص موسم متعین نہیں۔ سال میں چند ایک بار ہلکی بارش ہو جاتی ہے مگر کبھی کبھی اس قدر بارش ہو جاتی ہے کہ فائدے کی بجائے نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے۔ کئی سال تو بارش بالکل ہی نہیں ہوتی۔ اس خطے میں گرمیوں کا موسم خاصا لمبا ہوتا ہے۔ دن کے وقت خوب گرمی پڑتی ہے جس سے ریت تپ جاتی ہے اور درجہ حرارت بڑھ جاتا ہے۔ دن ڈھلتا ہے تو ریت جلد ٹھنڈی ہو جاتی ہے جس سے رات کو قدرے ٹھنڈک ہو جاتی ہے۔

سوالات

(الف) جواب دیں۔

1- استوائی خطے میں کون کون سے مسلم ممالک واقع ہیں؟ ان کی آب و ہوا کے متعلق آپ کیا جانتے ہیں؟

2- ان مسلم ممالک کے نام بتایئے جو رومی آب و ہوا کے خطے میں واقع ہیں۔

(ب) مندرجہ ذیل میں سے جو بیان درست ہے اس کے سامنے (✓) کا نشان لگائیں۔

I- پاکستان مون سونی خطے میں واقع ہے۔

II- صحرائی خطے میں بارش گرمیوں کے موسم میں ہوتی ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

7 مُسلم ممالک کے وسائل

قُدرتی وسائل سے مراد ایسے وسائل ہیں جو اللّٰہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کے لیے پیدا کیے ہیں۔ یہ وسائل زیرِ زمین بھی ہو سکتے ہیں جیسے معدنیات وغیرہ اور زمین کے اوپر بھی جیسے جنگلات اور فصلیں وغیرہ۔ ان وسائل سے بطریق احسن فائدہ اٹھانا یا نہ اٹھانا انسان کا اپنا کام ہے۔ جن قوموں اور ممالک نے ان وسائل کی طرف خاطر خواہ توجہ دی اور ان سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی سعی کی، وہ ترقی کی راہ پر گامزن ہوئیں۔

مسلم ممالک کرۂ ارض کے ایک وسیع رقبے پر پھیلے ہوئے ہیں۔ اس وسعت کی وجہ سے ان کے ہاں آب و ہوا اور پیداوار میں تنوع ہے۔ مختلف آب و ہوا اور بارش کی مقدار میں کمی بیشی کی وجہ سے مسلم ممالک کے وسائل مختلف انواع کے ہیں۔ معدنی دولت کے علاوہ جس سے یہ ممالک مالا مال ہیں، یہاں ہر قسم کے جنگلات اور چراگاہیں پائی جاتی ہیں۔ معدنی تیل مسلم دنیا کی سب سے اہم دولت ہے۔ جنوب مشرقی ایشیا کے مسلم ممالک انڈونیشیا، ملائیشیا اور بنگلہ دیش جنگلات اور ربڑ کی پیداوار سے مالا مال ہیں۔ پہاڑی سلسلے اپنے میوہ جات کی وجہ سے مشہور ہیں۔ جبکہ زرخیز وادیاں زرعی پیداوار میں اپنا ثانی نہیں رکھتیں۔ الغرض یہ کہ مسلم ممالک قدرتی وسائل کی دولت سے مالا مال ہیں۔ مگر ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ انھیں جدید سائنسی اصولوں کے مطابق بروئے کار لایا جائے تا کہ لوگ خوش حال ہوں اور ملکی معیشت میں دوسروں پر انحصار ختم ہو۔

معدنی پیداوار

1- معدنی تیل

دنیا کے کئی ممالک سے معدنی تیل نکلتا ہے مگر جس مقدار میں مسلم ممالک کے ہاں یہ معدنی دولت پائی جاتی ہے، کوئی اور ملک یا خطہ اتنا خوش قسمت نہیں ہے۔ مسلم ممالک میں خلیج فارس کی ریاستیں اس دولت سے خاص طور سے مالا مال ہیں۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق دنیا میں جس قدر معدنی تیل درکار ہے، اس کا تقریباً 40 فیصد مسلم ممالک کے ہاں سے دستیاب ہے۔ ان میں سعودی عرب، ایران، عراق، کویت، قطر، بحرین اور متحدہ عرب امارات سرفہرست ہیں۔

مسلم ممالک میں سب سے زیادہ معدنی تیل سعودی عرب میں نکلتا ہے۔ یہاں تیل کے بڑے بڑے چشمے ہیں۔ غوار کا چشمہ دنیا میں تیل کا سب سے بڑا ذخیرہ سمجھا جاتا ہے۔ غوار کے علاوہ بکوک اور دمن میں بھی تیل کے ذخیرے ہیں۔ دہران میں تیل صاف کرنے کا ایک بہت بڑا کارخانہ ہے۔ سعودی عرب کی کل قومی آمدنی کا تقریباً 90 فیصد تیل سے حاصل ہوتا ہے۔

سعودی عرب کے بعد ایران کا نمبر آتا ہے۔ جو اپنی قومی آمدنی کا 89 فیصد تیل سے حاصل کرتا ہے۔ ایران کے بعد کویت کا مقام ہے۔ یہاں ایک سو پچاس سے زیادہ تیل کے کنویں ہیں۔ یہ چھوٹا سا ملک اپنی کل آمدنی کا تقریباً 95 فیصد تیل سے حاصل کرتا ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

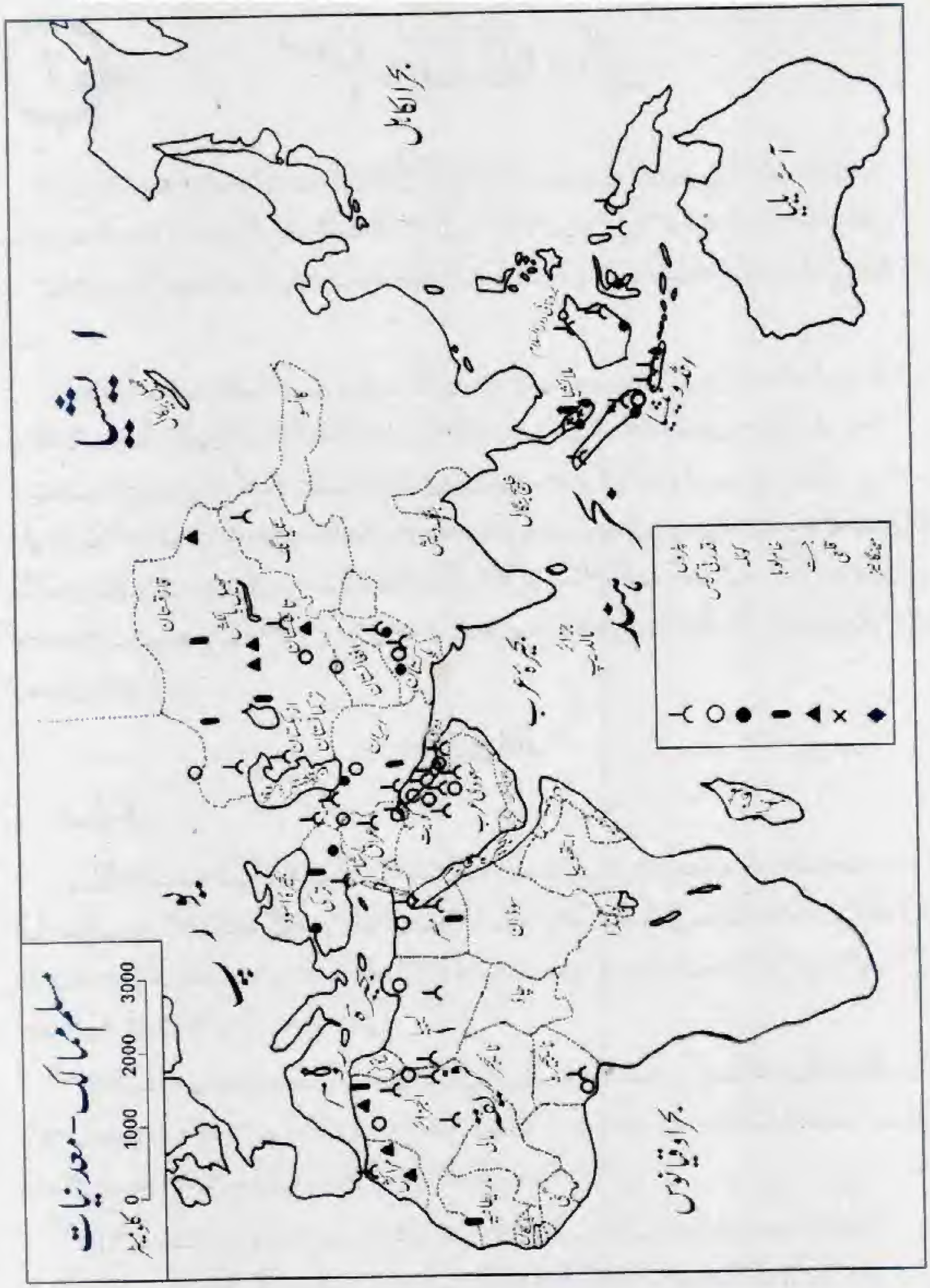

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عراق میں بھی خاصی مقدار میں معدنی تیل نکالا جاتا ہے۔ عراق کی قومی آمدنی کا قریباً 75 فیصد تیل کی برآمد سے حاصل ہوتا ہے۔

متحدہ عرب ریاستیں خلیج فارس پر واقع ہیں۔ ان ریاستوں کی شہرت کی بنیادی وجہ ان کا معدنی تیل کی دولت سے مالا مال ہونا ہے۔

لیبیا شمالی افریقہ کا اہم مسلم ملک ہے۔ تیل کی پیداوار کے سلسلے میں اس کا چوتھا نمبر ہے۔ اس کی قومی آمدنی کا قریباً 90 فیصد تیل سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ اپنا زیادہ تیل خام حالت میں ہی برآمد کر دیتا ہے۔

نائیجیریا اور الجزائر افریقہ کے دو اور اہم مسلم ممالک ہیں جنھیں قدرت نے معدنی تیل کی دولت سے نوازا ہے۔

جنوب مشرقی ایشیا میں واقع ایک اہم مسلم ملک انڈونیشیا ہے۔ اسے تیل پیدا کرنے والے مسلم ممالک میں اہم مقام حاصل ہے۔ یہاں تیل صاف کرنے کے لیے کارخانے قائم ہیں۔ انڈونیشیا معدنی تیل سے کئی دوسری کیمیائی اشیاء تیار کر کے قیمتی زرمبادلہ کماتا ہے۔

ان ممالک کے علاوہ مراکش، ترکی، برونائی دارالسلام اور پاکستان میں بھی تیل نکالا جاتا ہے۔

پاکستان میں تیل کے ذخائر کھوڑ، ڈھلیاں، بالکسر، جویا میر، توت، کرسال، میال، ڈھوڈک، خسکھلی میں واقع ہیں، مگر یہ تیل پاکستان کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے کافی نہیں، اس لیے باہر کے ممالک سے خام تیل درآمد کیا جاتا ہے جسے کراچی اور راولپنڈی میں واقع تیل صاف کرنے والے کارخانوں میں صاف کر کے استعمال میں لایا جاتا ہے۔

2- کوئلہ

کوئلہ، توانائی حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ اس کا شمار دنیا کی اہم ترین معدنیات میں ہوتا ہے۔ اسے ایندھن کے طور پر استعمال کر کے کارخانوں، ریل گاڑیوں اور بھٹیوں کو چلایا جاتا ہے۔ کوئلے کے معاملے میں مسلم ممالک اس قدر خوش نصیب نہیں جس قدر معدنی تیل کے معاملے میں ہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ بیشتر مسلم ممالک نے بالخصوص تیل کی دولت سے مالا مال مسلم ممالک نے کوئلے کی تلاش کی طرف خاطر خواہ توجہ نہیں دی۔

مسلم ممالک میں سب سے زیادہ اور اچھی قسم کے کوئلے کے ذخائر ترکی میں ہیں۔ یہ ذخیرے زیادہ تر بحیرۂ کیسپین اور بحیرۂ اسود کے قریبی علاقوں میں موجود ہیں۔ ایران میں بھی کاشان اور کرمان کے علاقوں میں کوئلے کے ذخائر موجود ہیں، مگر تا حال ان سے خاطر خواہ فائدہ نہیں اٹھایا جا سکا۔ افغانستان میں بھی کوئلے کے وسیع ذخائر موجود ہیں۔ مگر چونکہ یہ علاقہ زیادہ تر پہاڑی ہے اس لیے ناقص اور نسبتاً مشکل ذرائع آمد و رفت کی وجہ سے ان ذخائر سے مکمل طور سے فائدہ نہیں اٹھایا جا رہا۔ پاکستان میں زیادہ تر کوئلہ صوبہ بلوچستان میں شاہ رگ، کھوسٹ اور ڈگاری کی کانوں سے اور صوبہ پنجاب میں ڈنڈوت اور مکڑوال کی پہاڑیوں سے نکالا جاتا ہے۔ یہ کوئلہ اچھی قسم کا نہیں، اس لیے اس سے صرف بھٹیاں اور بھٹے چلانے کا کام لیا جا سکتا ہے۔

3- قدرتی گیس

قدرتی گیس بھی ایک اہم طاقتی وسیلہ ہے۔ پاکستان کے لیے اس کی اہمیت اور بھی زیادہ ہے۔ پاکستان میں قدرتی گیس کے وسیع

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ذخائر موجود ہیں۔ سوئی (صوبہ بلوچستان) کے مقام پر دریافت ہونے والے ذخائر مقدار میں سب سے زیادہ ہیں۔ اس کے علاوہ صوبہ سندھ اور صوبہ پنجاب میں بھی بعض مقامات پر گیس کے ذخائر ملے ہیں۔ ان میں ڈھلیاں اور ڈھوڈک کے ذخائر نسبتاً اہم ہیں۔

پاکستان کے علاوہ جن مسلم ممالک میں قدرتی گیس کے ذخائر موجود ہیں اور ان سے استفادہ کیا جاسکتا ہے، ان میں بنگلہ دیش، انڈونیشیا، ایران اور مراکش شامل ہیں۔

4- لوہا

کسی بھی ملک کی ترقی کے لیے لوہے کی اہمیت سے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا۔ ترقی پذیر معیشت میں تو اس کی اہمیت اور بھی زیادہ ہوتی ہے۔ لوہا ہمیشہ خام حالت میں ملتا ہے اور بعد میں اس سے دیگر مصنوعات تیار کی جاتی ہیں۔ مسلم ممالک میں لوہا ترکی، ایران، مصر، تیونس، مراکش، الجزائر، گیبون، گنی، موریطانیہ، ملائیشیا اور پاکستان میں ملتا ہے۔ پاکستان میں اس کے ذخائر مسلم باغ (صوبہ بلوچستان)، کالا باغ (صوبہ پنجاب)، چترال (صوبہ سرحد) اور جھمپیر (صوبہ سندھ) میں واقع ہیں۔

5- کرومائیٹ

دنیا میں کرومائیٹ کے سب سے وسیع ذخائر پاکستان کے صوبہ بلوچستان کے مقام مسلم باغ کے قریب موجود ہیں۔ ترکی کرومائیٹ پیدا کرنے والا دنیا کا تیسرا بڑا ملک ہے۔ ایران میں بھی کرومائیٹ کے ذخائر موجود ہیں۔

6- معدنی نمک

دنیا میں سب سے زیادہ اور اعلیٰ قسم کا معدنی نمک پیدا کرنے والی کانیں کھیوڑہ (پاکستان) کے مقام پر واقع ہیں۔

7- ٹن

دنیا میں سب سے زیادہ ٹن ملائیشیا پیدا کرتا ہے۔ یہ ملک ٹن کی برآمد سے خاصا زرمبادلہ کماتا ہے۔ ایران ایک اور مسلم ملک ہے جہاں ٹن کے ذخائر موجود ہیں۔

8- تانبا

تانبے کی پیداوار کے لیے ترکی، ایران، پاکستان، مصر، مراکش، تیونس اور الجزائر قابل ذکر مسلم ممالک ہیں۔

9- سیسہ

جن مسلم ممالک میں سیسہ پایا جاتا ہے۔ ان میں ایران، مصر، مراکش، تیونس اور الجزائر سرفہرست ہیں۔

10- فاسفیٹ

فاسفیٹ کی پیداوار کے لیے اردن، سینیگال، مراکش، تیونس اور الجزائر اہم مسلم ممالک ہیں۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com : مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

11- مینگنیز

پاکستان، ترکی، مراکش اور گیبون اس دھات کی پیداوار کے لیے اہم مقام رکھتے ہیں۔ یہ قیمتی دھات فولاد بنانے اور کئی کیمیائی اشیاء تیار کرنے کے کام آتی ہے۔

درج بالا معدنیات کے علاوہ پارہ، گندھک، باکسائیٹ، جپسم، یورینیم، کوبالٹ اور تانبا بھی عام ملتے ہیں۔

زرعی پیداوار

زمین میں فصلیں کاشت کر کے جو پیداوار حاصل کی جاتی ہے، اسے زرعی پیداوار کہتے ہیں۔ زرعی اجناس کی دو بڑی اقسام ہیں۔ خوراک کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے جو فصلیں کاشت کی جاتی ہیں، انھیں غذائی اجناس کہتے ہیں۔ ان میں گندم، چاول، مکئی، گنا وغیرہ شامل ہیں۔ انسانی زندگی کی دیگر ضروریات کو پورا کرنے کے لیے جو فصلیں بوئی جاتی ہیں، انھیں عام طور پر غیر غذائی اجناس یا نقد آور اجناس کہتے ہیں۔ ان میں کپاس، پٹ سن، تمباکو، چائے، کافی، ربڑ وغیرہ شامل ہیں۔

مسلم ممالک ایک وسیع خطہ ارض پر محیط ہیں۔ یہ وسیع سلسلہ کئی زرخیز وادیوں اور میدانوں سے مزین ہے۔ ان میں دریائے سندھ کی وادی، بنگلہ دیش میں دریائے گنگا اور برہم پتر کی وادی، دریائے نیل کی وادی، دجلہ وفرات کی وادی نیز بحیرۂ کیپسین کے ساحلی علاقے نسبتاً اہم ہیں۔ یہ سارے علاقے اپنی مخصوص آب و ہوا کے حامل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی زرعی پیداوار میں بھی اسی قدر تنوع پایا جاتا ہے۔ مسلم ممالک میں ہر قسم کی آب و ہوا پائی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں ہر موسم میں کاشت ہونے والی فصلیں اور پھل پیدا ہوتے ہیں۔ صحرائی علاقوں میں بھی چھوٹے چھوٹے نخلستان موجود ہیں۔

بیشتر مسلم ممالک اپنی زرعی پیداواری صلاحیت کو بہتر کرنے کی غرض سے جدید مشینی زراعت کی طرف تیزی سے مائل ہو رہے ہیں۔ مسلم ممالک کی اہم زرعی پیداوار کے متعلق ذیل میں مختصراً بیان کیا جاتا ہے۔

1- گندم

بحیرۂ روم کے خطے میں واقع مسلم ممالک گندم کی پیداوار کے لیے زیادہ موزوں تصور کیے جاتے ہیں۔ ترکی ان میں سرفہرست ہے۔ دیگر مسلم ممالک جہاں گندم کو ایک اہم زرعی پیداوار کا مقام حاصل ہے، ان میں مصر، الجزائر، پاکستان، مراکش، اردن، شام، فلسطین، عراق اور ایران شامل ہیں۔

2- چاول

گرم مرطوب آب و ہوا والے علاقے نیز وادیوں اور میدانوں کو اس فصل کی پیداوار کے لیے موزوں گردانا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں انڈونیشیا، ملائیشیا اور بنگلہ دیش اہم ترین ممالک ہیں۔ بنگلہ دیش کو تو چاول کا گھر کہا جاتا ہے۔ وہاں بعض علاقوں میں تو سال میں چاول کی تین فصلیں حاصل کی جاتی ہیں۔ ان کے علاوہ اعلیٰ قسم کے چاول کی کاشت کے لیے دریائے سندھ کی وادی، دریائے نیل کی وادی، دریائے دجلہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دفرات کی وادی اور بحیرۂ کیسپین کا ساحلی علاقہ بہت مشہور ہیں۔

3- مکئی

مکئی زیادہ تر مصر، سوڈان، گھانا، انڈونیشیا، ترکی، تیونس، پاکستان، بنگلہ دیش اور افغانستان میں کاشت کی جاتی ہے۔

4- گنا

گنا جن ممالک کی اہم فصل شمار کی جاتی ہے، ان میں انڈونیشیا، ملائیشیا، بنگلہ دیش، پاکستان، مصر اور عراق شامل ہیں۔ انڈونیشیا، مصر اور پاکستان چینی برآمد بھی کرتے ہیں۔

5- جو، جوار، باجرہ

یہ فصلیں انسانی خوراک اور مویشیوں کے چارے، دونوں کے لیے کاشت کی جاتی ہیں۔ ان کی زیادہ تر کاشت مصر، ایران، پاکستان، بنگلہ دیش، افغانستان، سینی گال، صومالیہ، سوڈان اور مراکش میں ہوتی ہے۔

6- کپاس

مصر اپنی کپاس کی پیداوار کے لیے دنیا بھر میں مشہور ہے۔ کپاس کو چاندی کا ریشہ بھی کہتے ہیں۔ سوڈان میں کپاس کی فی ایکڑ پیداوار سب سے زیادہ ہے۔ پاکستان میں بھی خاص کر اس کے نہری علاقے میں اچھی قسم کی کپاس حاصل کی جاتی ہے۔ ایران، ترکی اور شام میں بھی کپاس کی کاشت ہوتی ہے۔

7- پٹ سن

پٹ سن کی پیداوار کے ضمن میں بنگلہ دیش سرفہرست ہے۔ ایک اندازے کے مطابق دنیا کی قریباً ستر فیصد پٹ سن بنگلہ دیش میں پیدا ہوتی ہے۔ اس سنہری ریشہ بھی کہتے ہیں۔ بنگلہ دیش اپنی کل آمدنی کا پچھتر فیصد پٹ سن اور اس کی مصنوعات سے حاصل کرتا ہے۔ پاکستان میں بھی پٹ سن کی کاشت کی طرف توجہ دی جا رہی ہے۔

8- چائے

گرم مرطوب پہاڑی علاقے اس کی کاشت کے لیے زیادہ موزوں سمجھے جاتے ہیں۔ اس پودے کی پتیوں کو دھوپ میں خشک کر کے سیاہ چائے تیار کی جاتی ہے۔ سبز چائے بنانے کے لیے پتیوں کو آگ کی حرارت سے خشک کر کے رنگ چڑھایا جاتا ہے۔ انڈونیشیا، ملائیشیا اور بنگلہ دیش چائے کی پیداوار کے لیے مشہور ہیں۔ انڈونیشیا اور بنگلہ دیش چائے کو برآمد کر کے اپنی قومی آمدنی میں اضافہ کر رہے ہیں۔

9- ربڑ

ربڑ دراصل ایک درخت کا رس ہوتا ہے۔ اس درخت کی چھال میں شگاف لگا کر اس رس کو جمع کر لیا جاتا ہے اور پھر اسے خشک کر لیا جاتا

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہے۔اب تو اس کی باقاعدہ کاشت ہوتی ہے۔اس سے بے شمار مصنوعات تیار ہوتی ہیں جیسے ٹائر ٹیوب وغیرہ۔دنیا میں سب سے زیادہ ربڑ ملائیشیا کے جنگلات سے حاصل ہوتا ہے۔ربڑ ملائیشیا کی قومی آمدنی کا اہم ذریعہ ہے۔بیشتر حصہ یورپی ممالک اور جاپان کو برآمد کر دیا جاتا ہے۔انڈونیشیا ربڑ پیدا کرنے والا دوسرا اہم ملک ہے۔یہ اپنا زیادہ تر ربڑ برآمد کر دیتا ہے۔بنگلہ دیش میں بھی تھوڑا بہت ربڑ پیدا کیا جاتا ہے۔

10- تمباکو

ترکی،مصر اور شام میں اعلیٰ قسم کا تمباکو کاشت کیا جاتا ہے۔ترکی اور مصر کے سگار ساری دنیا میں مشہور ہیں۔پاکستان،بنگلہ دیش، انڈونیشیا،سوڈان اور گنی تمباکو پیدا کرنے والے دوسرے اہم ممالک ہیں۔

11- مصالحہ جات

کئی صدیوں سے مسلم ممالک مصالحہ جات کی پیداوار اور تجارت کے لیے مشہور ہیں۔ملائیشیا اور انڈونیشیا کے جزائر میں سیاہ مرچ، الائچی،دارچینی اور لونگ بکثرت پیدا ہوتے ہیں اور دیگر ممالک کو برآمد کیے جاتے ہیں۔

12- پھل

چونکہ مسلم ممالک کے ہاں آب و ہوا میں خاصا تنوع پایا جاتا ہے۔اس لیے وہاں قریباً ہر قسم کے پھل پیدا ہوتے ہیں۔ان میں زیتون، انگور،انجیر،خوبانی،سنگترہ،مالٹا،انناس،کیلا،ناریل،آم،کھجور،آڑو اور سیب وغیرہ شامل ہیں۔

مراکش،تیونس،الجزائر،لیبیا کے ساحلی علاقے،شام،اردن،ایران اور ترکی میں ترش پھل بکثرت پیدا ہوتے ہیں۔ایران اور افغانستان میں عمدہ قسم کے سیب اور اعلیٰ قسم کے تربوز پیدا ہوتے ہیں۔ناریل اور انناس بنگلہ دیش،انڈونیشیا اور ملائیشیا میں بکثرت ملتا ہے۔ عراق میں اعلیٰ قسم کی کھجور پیدا ہوتی ہے۔جس کو برآمد کر کے خاصا زرمبادلہ حاصل ہوتا ہے۔پاکستان میں اعلیٰ قسم کے آم،مالٹا،کینو،لیموں، انگور،سیب،کیلا اور بادام پیدا ہوتے ہیں۔

صنعتی پیداوار

مسلم دنیا ہمیشہ خام اشیاء کی پیداوار کا مرکز رہی ہے۔دیگر ممالک بالخصوص یورپی اس خام مال کو خرید لیتے اور اس سے مصنوعات تیار کر کے مہنگے داموں بیچتے۔یوں یورپی ممالک صنعتی مراکز بن گئے۔

مسلم ممالک اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں کہ انھیں اپنی ترقی کے لیے اپنی صنعتی پیداوار کو بڑھانا ہوگا تاکہ ایک تو ان کا دوسری قوموں پر انحصار کرنا ختم ہو اور دوسرا وہ دیگر ممالک کو اپنی مصنوعات برآمد کر کے قیمتی زرمبادلہ کما سکیں۔یہی وجہ ہے کہ مسلم ممالک نے گزشتہ ربع صدی میں اس میدان میں خاصی ترقی کی ہے اور اب یہ ممالک صنعتی میدان میں کافی آگے جا چکے ہیں۔مسلم ممالک کی اہم صنعتی مصنوعات کا تذکرہ کچھ یوں ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

1- سوتی کپڑا

پاکستان، مصر، ترکی، انڈونیشیا، بنگلہ دیش، ملائیشیا اور ایران میں اچھی قسم کا سوتی کپڑا تیار کیا جاتا ہے۔ پاکستان ہر سال سوت اور سوتی کپڑے کی فروخت سے خاصا قیمتی زرمبادلہ کماتا ہے۔

2- اونی کپڑا

پاکستان، مراکش، تیونس، الجزائر، لیبیا، ترکی اور ایران اس صنعت کی طرف توجہ دے رہے ہیں۔ پاکستان اونی کپڑے کے معاملے میں قریباً خود کفیل ہو چکا ہے۔

3- ریشمی کپڑا

ریشمی کپڑے کے کارخانے پاکستان، ایران، ترکی اور انڈونیشیا میں قائم ہیں۔

4- لوہے اور فولاد کی صنعت

اس صنعت میں مسلم ممالک، بیشتر دیگر ممالک کی نسبت کمتر رہے ہیں۔ البتہ اب اس طرف انفرادی اور اجتماعی ہر دو صورتوں میں کوشش جاری ہے۔ ترکی اور پاکستان میں اس سمت خاصی پیش رفت ہوئی ہے۔ مصر، بنگلہ دیش اور انڈونیشیا میں بھی فولاد سازی کی صنعتیں قائم ہو رہی ہیں۔

جہاز سازی کی صنعت

انڈونیشیا، پاکستان، بنگلہ دیش، ترکی، مصر اور مراکش میں ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔

5- ربڑ کی مصنوعات

انڈونیشیا ٹائر ٹیوب اور ربڑ سے تیار ہونے والی دیگر مصنوعات میں ایک مقام رکھتا ہے۔

6- پٹ سن کی مصنوعات

بنگلہ دیش اور پاکستان میں پٹ سن کی مصنوعات تیار ہوتی ہیں۔

7- چینی بنانے کے کارخانے

چینی بنانے کے کارخانے پاکستان، انڈونیشیا، ملائیشیا، بنگلہ دیش، مصر اور ترکی میں قائم ہیں۔

8- سگریٹ بنانے کے کارخانے

ترکی میں اعلیٰ قسم کے سگار بنائے جاتے ہیں۔ پاکستان، مصر، بنگلہ دیش اور انڈونیشیا میں سگریٹ بنانے کے کئی کارخانے کام کر رہے ہیں۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

9- بناسپتی گھی

پاکستان، بنگلہ دیش، انڈونیشیا، ملائیشیا، مصر، الجزائر، ترکی اور ایران میں بناسپتی گھی تیار کرنے کے متعدد کارخانے سرگرم عمل ہیں۔

10- سیمنٹ اور کھاد بنانے کے کارخانے

پاکستان، بنگلہ دیش، انڈونیشیا، ایران، ترکی اور مصر میں سیمنٹ اور کھاد تیار کرنے کے کارخانے قائم ہیں۔

11- کھیلوں کا سامان

کھیلوں کا سامان تیار کرنے کے ضمن میں پاکستان کو خصوصی مقام حاصل ہے۔ پاکستانی مصنوعات دیگر ممالک میں بہت سراہی جاتی ہیں۔ ترکی بھی اس سلسلے میں ترقی پذیر ہے۔

12- چمڑے کا سامان

چمڑے کی مصنوعات زیادہ تر مراکش، تیونس، الجزائر، ترکی، عراق، پاکستان، بنگلہ دیش اور انڈونیشیا میں تیار ہوتی ہیں۔

13- برتن سازی کے کارخانے

پاکستان، ایران اور ترکی اچھی قسم کے برتن بنانے میں مشہور ہیں۔ پلاسٹک سے برتن بنانے کی صنعت بھی اب ترقی کی منزل پر گامزن ہے۔

14- موٹر گاڑیاں، ٹرک

ترکی، مصر اور پاکستان میں ٹریکٹر، موٹر گاڑیاں اور ٹرک بنانے کے کارخانے موجود ہیں۔

سوالات

(الف) جواب دیں۔

1- قدرتی وسائل سے کیا مراد ہے؟

2- مسلم ممالک میں پائی جانے والی معدنیات میں سے دس اہم ترین معدنیات کے نام لکھیں اور یہ کن کن ممالک میں پائی جاتی ہیں؟

3- مسلم ممالک کی پانچ اہم ترین زرعی اجناس کے نام لکھیں۔ نیز یہ کہ وہ اجناس کن کن ممالک میں پیدا ہوتی ہیں؟

4- مسلم ممالک کی اہم صنعتی پیداوار کون کون سی ہیں؟

www.iqbalkalmati.blogspot.com

(ب) درج ذیل بیانات میں سے جو درست ہوں ان کے سامنے صحیح کا نشان (✓) اور جو غلط ہیں ان کے سامنے غلط کا نشان (×) لگائیں۔

I- غوار کا چشمہ دنیا میں تیل کا سب سے بڑا ذخیرہ سمجھا جاتا ہے۔

II- دنیا میں تیل کی پیداوار کا ستر فیصد مسلم ممالک میں دستیاب ہے۔

III- مسلم ممالک میں اچھی قسم کا کوئلہ پاکستان میں پایا جاتا ہے۔

IV- پاکستان میں قدرتی گیس کا سب سے بڑا ذخیرہ سوئی کے مقام پر دستیاب ہے۔

V- کپاس کو چاندی کا ریشہ کہتے ہیں۔

VI- مصر اپنی کپاس کی پیداوار کے لیے دنیا میں مشہور ہے۔

VII- دنیا کی قریباً ستر فی صد پٹ سن بنگلہ دیش میں پیدا ہوتی ہے۔

(ج) عملی کام

مسلم ممالک کے تین علیحدہ علیحدہ خاکے بنائیں اور ان ممالک کی نشاندہی کریں جہاں اہم معدنیات، زرعی اجناس اور مصنوعات ہیں۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

8 مُسلم دُنیا کے لوگ

سطح زمین پر طبعی خدوخال میں تنوع کی وجہ سے مسلم دنیا ایک وسیع وعریض علاقے میں پھیلی ہوئی ہے۔ دنیا میں طبعی حالات ہر جگہ ایک جیسے نہیں ہوتے، کہیں ریگستان ہیں تو کہیں سرسبز وشاداب خطے۔ کہیں پہاڑی علاقے ہیں تو کہیں زرخیز میدان۔ اسی طرح آب وہوا میں بھی تفاوت نظر آتا ہے۔ انھی وجوہات کی بنا پر بعض علاقوں میں آبادی زیادہ ہے اور بعض علاقوں میں نسبتاً کم۔ زیادہ آبادی عام طور پر ایسی جگہ ہوتی ہے جہاں کی آب وہوا اچھی ہو، زمین زرخیز ہو، پانی کی فراوانی ہو، قدرتی وسائل موجود ہوں، ذرائع آمدورفت آسان اور سستے ہوں، کارخانے عام ہوں، معیشت ترقی پر گامزن ہو، غرضیکہ ایسی تمام سہولتیں میسر ہوں جن کی بدولت زندگی آسائش سے گزر سکے۔ اس کے برعکس ایسے علاقے جہاں یہ سب کچھ میسر نہ ہو یا مطلوبہ ہدف سے کم ہو، وہاں اسی قدر آبادی میں کمی ہوتی نظر آتی ہے۔

تقسیم آبادی

دنیا میں مسلمانوں کی کل آبادی قریباً ایک ارب سے زیادہ ہے۔ اس آبادی کا بیشتر حصہ آزاد اور خودمختار مسلم ممالک میں رہتا ہے۔ مگر ایک خاصی تعداد میں مسلمان ان علاقوں میں بھی رہتے ہیں جہاں مسلم حکومت قائم نہیں۔ قطع نظر اس بات کے کہ مسلمان دنیا میں کس حصے پر آباد ہیں، ان کے خیالات، رسم ورواج، عادات واطوار دیگر قوموں سے مختلف ہیں اور ان میں اسلامی تعلیمات کا رنگ واضح طور پر جھلکتا نظر آتا ہے۔

انڈونیشیا آبادی کے اعتبار سے سب سے بڑا مسلم ملک ہے۔ ایک اندازے کے مطابق اس کی آبادی 20 کروڑ ہے۔ پاکستان دوسرا بڑا مسلم ملک ہے۔ ایک اندازے کے مطابق اس کی آبادی ساڑھے چودہ کروڑ ہے۔ اس کے بعد بنگلہ دیش کا نمبر آتا ہے جس کی آبادی قریباً 13 کروڑ ہے۔

مسلم ممالک میں سے وہ ممالک جو گنجان آبادی کے علاقے شمار کیے جاتے ہیں ان میں انڈونیشیا، بنگلہ دیش، پاکستان، ملائیشیا، لبنان، ترکی اور مصر شامل ہیں۔

عراق، شام، افغانستان، نائیجیریا، سوڈان، مراکش، سعودی عرب، لیبیا، الجزائر وغیرہ غیر گنجان آباد علاقوں کے زمرے میں آتے ہیں۔

افریقی مسلم ممالک

میں مصر کی آبادی سب سے زیادہ ہے۔ مصر کی آبادی قریباً 6 کروڑ ہے۔ زیادہ تر لوگ دریائے نیل کی وادی میں آباد ہیں۔ براعظم افریقہ کا دوسرا بڑا مسلم ملک سوڈان ہے۔ رقبے کے لحاظ سے تو یہ مسلم دنیا کا سب سے بڑا ملک ہے، البتہ اس کی آبادی صرف اڑھائی کروڑ کے لگ بھگ ہے۔ دیگر افریقی مسلم ممالک مثلاً لیبیا، تیونس، الجزائر اور مراکش میں آبادی کم ہے، البتہ ان ممالک میں ساحل کے ساتھ اہم تجارتی بندرگاہیں واقع ہیں۔ بن غازی، طرابلس، الجزائر، رباط اور کاسابلانکا قابل ذکر بڑے شہر ہیں۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جنوب مغربی ایشیا کے مسلم ممالک

میں ترکی سب سے زیادہ آبادی والا ملک ہے۔ حالیہ اندازے کے مطابق اس کی آبادی چھ کروڑ اکیس لاکھ ہے۔ ترکی میں آبادی زیادہ تر شمال مشرقی اور شمال مغربی ساحلی میدانوں میں ہے۔ ترکی کے بعد ایران کا نمبر ہے جہاں آبادی کا زیادہ تر پھیلاؤ بحیرۂ کیسپین کے ساتھ والے میدانی علاقے میں ہے۔ ایران کے بعد زیادہ آبادی والا علاقہ عراق ہے۔ عراق میں دجلہ وفرات کے میدان کا جنوبی حصہ اور شام و لبنان میں مغربی ساحلی علاقے گنجان آباد ہیں۔ باقی علاقے بالعموم کم آبادی والے ہیں۔ البتہ سعودی عرب اور خلیج کے ساتھ واقع ممالک معدنی تیل کی دولت سے مالا مال ہیں۔ کئی بستیاں اور بارونق شہر تیزی سے وجود میں آرہے ہیں اور ان کی آبادی میں بھی بتدریج اضافہ ہو رہا ہے۔ ان میں کویت، دوبئی اور شارجہ زیادہ مشہور ہیں۔ مسلمانوں کے مقدس شہر بیت المقدس، مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ بھی اسی جنوب مغربی ایشیا کے خطے میں واقع ہیں۔

جنوبی ایشیا کے مسلم ممالک

میں بنگلہ دیش، پاکستان اور جمہوریہ مالدیپ شامل ہیں۔ جمہوریہ مالدیپ چھوٹے چھوٹے جزائر پر مشتمل ہے اور وہاں قریباً 2.5 لاکھ نفوس آباد ہیں۔

پیشے

مسلم دنیا میں پیشوں کی تقسیم بھی مختلف علاقوں میں میسر قدرتی وسائل، آب وہوا اور پیداوار کی مناسبت سے ہے۔ اہم پیشے درج ذیل ہیں۔

1- زراعت

مسلم ممالک میں زراعت کے پیشے کو اولیت حاصل ہے۔ اکثر مسلم ممالک کی قریباً 70 سے 75 فی صد آبادی کا بالواسطہ یا بلاواسطہ تعلق زراعت سے ہے۔ زراعت سے حاصل ہونے والی کئی اہم فصلیں ایسی ہیں جو مختلف اشیاء کی تیاری کے سلسلے میں بطور خام مال استعمال ہوتی ہیں۔ جن مسلم ممالک میں زراعت کا پیشہ وہاں کے لوگوں کا بڑا پیشہ سمجھا جاتا ہے، ان میں بنگلہ دیش، پاکستان، ایران، عراق، ترکی، مصر، انڈونیشیا اور ملائیشیا شامل ہیں۔

2- ماہی گیری

انڈونیشیا، بنگلہ دیش، پاکستان، الجزائر، مصر، لیبیا، مشرق وسطیٰ اور بحیرۂ روم کے ساحلی علاقوں میں ماہی گیری ایک اہم پیشہ ہے۔ دریاؤں اور سمندروں سے مچھلیاں پکڑ کر یہ لوگ نہ صرف ملکی غذائی ضروریات کو پورا کرنے میں مدد ثابت ہوئے ہیں بلکہ انھیں دیگر ممالک کے ہاتھ بیچ کر قیمتی زرمبادلہ کماتے ہیں۔

3- کان کنی

مسلم ممالک کے وہ علاقے جنھیں قدرت نے معدنیات کے ذخائر سے نوازا ہے، وہاں کے لوگوں کا ایک اہم پیشہ کان کنی ہے، لوگ

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کانوں سے معدنیات نکالتے ہیں اور ملک کی معیشت کو سدھارنے میں نمایاں کردار ادا کرتے ہیں۔ پاکستان، ایران، ترکی، عراق، انڈونیشیا، مراکش، الجزائر اور مصر میں ہزاروں بلکہ لاکھوں انسانوں کا پیشہ کان کنی ہے۔

4- گلہ بانی

دنیا کے ہر ملک میں وہاں کے نسبتاً خشک اور پہاڑی علاقوں میں بھیڑ بکریاں پالی جاتی ہیں جن سے دودھ، گھی، گوشت، اون اور کھالیں حاصل کی جاتی ہیں۔ مسلم ممالک میں سے پاکستان، افغانستان، عراق، شام، سعودی عرب، اردن، لیبیا اور مراکش میں گلہ بانی کو ایک اہم پیشے کی حیثیت حاصل ہے۔ مختلف علاقوں میں مختلف اقسام کے جانور پالے جاتے ہیں۔ ان میں گائے، بھینس، بھیڑ، بکری، دنبہ، اونٹ، گھوڑا اور گدھا وغیرہ سرفہرست ہیں۔

5- مزدوری

مسلم ممالک کی ایک خاصی بڑی تعداد نے اب اپنی توجہ صنعتوں کے قیام کی طرف مبذول کر رکھی ہے۔ اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہوا ہے کہ ان صنعتوں میں روزگار کے مواقع میسر آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صنعتی مراکز میں اور ان کے گردونواح کی آبادی کا ایک اہم پیشہ مزدوری ہے۔ مشرق وسطیٰ اور افریقہ کے مسلم ممالک جن میں تیل کی صنعت کو دن دُگنی رات چوگنی ترقی نصیب ہے وہاں تیل نکالنے اور صاف کرنے کے نئے نئے کارخانے لگائے جا رہے ہیں۔ ان کارخانوں میں لاکھوں افراد کو روزگار مہیا ہو رہا ہے۔ پاکستان بتدریج ایک صنعتی ملک بنتا جا رہا ہے۔ یہاں کئی صنعتی مراکز قائم ہو چکے ہیں مثلاً کراچی، لاہور، فیصل آباد، پشاور اور ملتان وغیرہ۔ ان صنعتی مراکز میں لاکھوں افراد مزدوری کر کے روزی کماتے ہیں۔ اسی طرح ایران، عراق، ترکی، مصر، لیبیا، سوڈان اور مراکش میں بھی کارخانوں میں مزدوری کرنا ایک اہم پیشہ بن گیا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق مسلم ممالک میں قریباً دس فی صد آبادی فیکٹریوں اور کارخانوں میں کام کرتی ہے۔

6- ملازمت

بیشتر مسلم ممالک کی آبادی کا ایک خاصا تناسب ملازمت کے پیشے سے وابستہ ہے۔ اس میں سرکاری، نیم سرکاری اور غیر سرکاری ہر قسم کی ملازمت شامل ہے۔ سرکاری ملازمت کو عام طور پر زیادہ پسند کیا جاتا ہے کیونکہ وہاں معاشی تحفظ نسبتاً زیادہ حاصل ہوتا ہے۔

7- دست کاری

مسلم ممالک میں دست کاری کو بھی ایک پیشے کی حیثیت حاصل ہے۔ اہم دستکاریوں میں قالین بنانا، لکڑی پر عمدہ کشیدہ کاری کرنا، عمارتوں پر دیدہ زیب نقش و نگار بنانا، کپڑوں پر کڑھائی اور خوبصورت کام کرنا شامل ہیں۔ مسلمان فن دستکاری میں زمانہ قدیم سے اہم مقام رکھتے ہیں۔

مسلم ممالک انفرادی اور اجتماعی ہر دو سطحوں پر مختلف پیشوں میں جدید علوم اور تحقیق کی روشنی میں نئی جہتوں سے ترقی کی راہ پر گامزن ہیں تاکہ وہ کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ ترقی کی منازل طے کر سکیں اور اپنے لوگوں کا معیار زندگی بہتر سے بہتر ترتیب دیں۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عام بُود و باش کے طریقے

انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ اسے خُوب سے خُوب تر کی تلاش رہتی ہے۔ یہی وہ خواہش ہے جس کی بدولت انسان ہر لحظہ نئے انداز اپنانے اور ترقی کی نئی رفعتوں کو چھونے کی کوشش میں سرگرم عمل رہتا ہے۔ دراصل یہی ترقی اور ایجادات کا راز ہے۔ جب سے انسان پتھر کے زمانے سے نکلا ہے، اس نے اپنی طرز رہائش، لباس اور خوراک کے معاملے میں بتدریج ترقی کی ہے، حتّٰی کہ آج کا جدید دور ظہور پذیر ہوا۔

پاکستان، مصر اور عراق کی تہذیبوں کا شمار دنیا کی اولین تہذیبوں میں ہوتا ہے۔ مسلم ممالک میں آباد مسلمانوں کی معاشرتی زندگی میں اسلامی اصولوں کی گہری چھاپ صاف نظر آتی ہے۔ مسلم دنیا کے کئی اہم علاقوں پر ایک عرصے تک غیر ملکی تسلط قائم رہا ہے، مگر اس کے باوجود وہاں کے بسنے والوں کی بہت سی اقدار آپس میں مشترک ہیں۔ مسلمان خواہ وہ کسی بھی خطے میں آباد ہوں اور ان کا رنگ و نسل خواہ کوئی سا بھی ہو، ان کی آپس میں بہت سی قدریں ملتی ہیں مثلاً ان کے عبادت کرنے کے طریقے، مذہبی رسومات، تہوار، تجہیز و تکفین کے طریقے، رسوم و رواج قریباً ایک جیسی ہیں۔

یہ امر واضح ہے کہ جغرافیائی حالات اور آب و ہوا کے اثرات کسی علاقے کے رہنے والے افراد کے طرز لباس پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر گرم علاقوں میں عام طور پر ڈھیلے ڈھالے اور ہلکے سوتی کپڑے پسند کیے جاتے ہیں جب کہ سرد علاقوں میں گرم اونی کپڑے پہنے جاتے ہیں۔ خوراک کے اعتبار سے بھی کسی قدر فرق ہوتا ہے، مثلاً سرد علاقوں میں گوشت، قہوہ وغیرہ اور کم مرچ استعمال کی جاتی ہے، جب کہ گرم علاقوں میں ٹھنڈے مشروبات اور دودھ وغیرہ کا زیادہ استعمال ہوتا ہے۔ گرم علاقوں میں مرچ بھی نسبتاً زیادہ استعمال کی جاتی ہے۔

پاکستان اور افغانستان دو قریبی ہمسایہ مسلمان ممالک ہیں یہاں کے لوگوں کے لباس میں کوئی زیادہ فرق نہیں۔ شلوار قمیض مرد عورتیں سبھی پہنتے ہیں۔ دیہات میں مکانات کچے بھی ہیں اور پکے بھی البتہ شہری آبادی میں جدید طرز تعمیر کا رجحان تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ مشترکہ خاندان کا رواج بدستور رائج ہے، البتہ اس میں کسی قدر کمی واقع ہو رہی ہے۔ گندم، گوشت اور دودھ مرغوب غذا ہے۔ انفرادی اور اجتماعی معیشت میں مرد اور عورتیں دونوں مل کر شانہ بشانہ محنت کرتے ہیں۔

بنگلہ دیش، انڈونیشیا اور ملائیشیا کی آب و ہوا ملتی جلتی ہے۔ وہاں کے رہنے والوں کا لباس بھی قریباً ایک جیسا ہے۔ مرد لنگی باندھتے ہیں اور قمیص پہنتے ہیں۔ بنگلہ دیش کی خواتین عموماً ساڑھی زیب تن کرتی ہیں۔ دھوتی پہننے کا بھی رواج ہے۔ انڈونیشیا اور ملائیشیا کی خواتین برمی طرز کے لباس کو ذوق شوق سے پہنتی ہیں۔ لوگ بالعموم سادہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ شہروں میں البتہ جدیدیت رواج پا رہی ہے۔ لوگوں کا اہم پیشہ زراعت ہے۔ چاول، مچھلی، دال، سبزی مرغوب خوراک ہے۔

ایران، عراق، لبنان اور مصر کے علاقے کسی قدر مغرب کے اثر میں ہیں۔ البتہ ایران کی حکومت کی کوشش سے عوام میں اسلامی طرز بود و باش رواج پا رہی ہے۔ لوگ کھلے کھلے ہوادار مکان پسند کرتے ہیں۔ گاؤں کی خواتین عموماً گھیر دار فراک، تنگ موہری کا پاجامہ اور دوپٹے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اوڑھتی ہیں۔ شہری آبادی میں مغربی لباس بھی مروج ہے۔

ترکی کے عوام کے رہنے سہنے کے انداز میں مغربی تہذیب کا اثر اور رجحان نمایاں ہے۔ عراق کے ساحلی علاقوں میں لوگ زیادہ تر خانہ بدوشوں کی سی زندگی بسر کرتے ہیں۔ کھجور، زیتون کا تیل اور دودھ ان کی دل پسند غذا ہے۔

سعودی عرب میں اسلامی قانون کی حکمرانی ہے۔ لوگ بالعموم مہمان نواز، غیور اور بہادر ہیں۔ ان کی پوشاک ڈھیلی ڈھالی سفید کپڑے کی ہوتی ہے۔ سر پر ایک تین کونہ رومال باندھ کر ماتھے پر ایک سیاہ پٹی سے اسے کس دیتے ہیں۔ کھجور اور اونٹنی کا دودھ ان کی مرغوب غذا ہے۔ سعودی عرب میں اعلیٰ نسل کے عربی گھوڑے پالنے کا عام رواج ہے۔ دیہات میں لوگ اپنے مکان پتھر کی موٹی موٹی دیواروں سے تعمیر کرتے ہیں۔ شہروں میں جدید زمانے کی آسائشوں سے مزین گھر تعمیر کرنے کا رواج بڑھتا جا رہا ہے۔

دنیائے اسلام کے وہ علاقے جو ریگستانی اور پتھریلے ہیں اور جہاں آسائش زندگی نسبتاً کم میسر ہیں، وہاں کے لوگ بالعموم سخت جان، محنتی اور جنگجو ہیں۔ اس جسامت کے لوگ دوسرے علاقوں کے علاوہ شمالی افریقہ کے ریتلے اور پہاڑی علاقوں میں زندگی بسر کرتے ہیں۔

سوالات

(الف) جواب دیں۔

1- براعظم ایشیا کے مسلم ممالک کے نام لکھیے۔

2- مسلم دنیا کے آبادی کے لحاظ سے پہلے دوسرے اور تیسرے نمبر پر آنے والے ممالک کے نام لکھیے اور ان کی آبادی بھی بتائیے۔

3- مسلم ممالک کے تین اہم پیشوں پر مختصر مگر جامع مضمون لکھیں۔

4- پاکستان اور سعودی عرب کے لوگوں کے طرز رہن سہن کا موازنہ کریں۔

(ب) درج ذیل بیانات میں سے جو صحیح ہیں ان کے سامنے صحیح کا نشان (✓) اور جو غلط ہیں ان کے سامنے غلط کا نشان (×) لگائیے۔

I- مسلم دنیا کی آبادی قریباً ایک ارب ہے۔

II- رقبے کے اعتبار سے سوڈان سب سے بڑا مسلم ملک ہے۔

III- آبادی کے اعتبار سے سوڈان سب سے بڑا مسلم ملک ہے۔

IV- پاکستان کی آبادی مسلم ممالک میں دوسرے نمبر پر ہے۔

V- مسلم ممالک کا سب سے اہم پیشہ کان کنی ہے۔

VI- آبادی کے لحاظ سے انڈونیشیا سب سے بڑا مسلمان ملک ہے۔

VII- مسلم دنیا کی کل آبادی کا قریباً دس فیصد شعبہ صنعت سے متعلق ہے۔

(ج) عملی کام

مسلم ممالک کے خاکے میں گنجان آباد علاقے اور کم آباد علاقے الگ الگ ظاہر کریں۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

9 مسلم ممالک کی تجارت

یہ ایک حقیقت ہے کہ تمام معاشی تگ و دو کی بنیاد تجارت ہے۔ تمام تر ضروریات زندگی کو پورا کرنے کے لیے افراد اور ممالک کو دوسروں کا دستِ نگر بھی ہونا پڑتا ہے۔ ضروریات زندگی کی جملہ اشیا ہمیں اس وجہ سے دستیاب ہیں کہ یہ بازار میں فروخت ہوتی ہیں اور انھیں ہم اپنی استطاعت کے مطابق خرید سکتے ہیں۔ دنیا کے تمام روزگار اس لین دین کے سلسلے کی بدولت جاری ہیں اور معاشرے کا ہر شخص کسی نہ کسی چیز کی خرید و فروخت میں مصروف ہے۔

اکثر و بیشتر ممالک اپنے لوگوں کی جملہ ضروریات زندگی کے حصول کے لیے زیادہ سے زیادہ اندرونی تجارت پر انحصار کرتے ہیں مگر فی زمانہ کوئی بھی ایسا ملک نہیں جو اپنی تمام تر ضروریات کو تجارت داخلہ سے پورا کر سکے۔ دوسرے ملکوں سے تجارت جسے تجارت خارجہ بھی کہتے ہیں، معاشرے کی ترقی اور بقا کے لیے ازحد ضروری ہے۔

اندرونی تجارت اس کاروبار پر مشتمل ہوتی ہے جو ایک ہی ملک کے شہری اندرون ملک ایک دوسرے سے کرتے ہیں۔ بیرونی تجارت دو مختلف ملکوں کے باشندوں کے مابین طے شدہ قوانین و ضوابط کے تحت ہوتی ہے۔ تجارت داخلہ میں ایک ہی قسم کا زر، پیمانے اور اوزان ایک ہی قانون کے تحت استعمال ہوتے ہیں لیکن تجارت خارجہ کی صورت میں یہی چیزیں جداگانہ حیثیت اختیار کر لیتی ہیں۔ وہ اشیاء جو ایک ملک کسی دوسرے ملک سے خرید کر اپنے ملک میں منگواتا ہے، وہ اشیاء اس کی درآمدات کہلاتی ہیں اور اس کے برعکس وہ اشیاء جو کوئی ملک کسی دوسرے ملک کے ہاتھ بیچتا ہے، وہ اس کی برآمدات شمار ہوتی ہیں۔ ایک متوازن اور صحت مند معیشت کے لیے ضروری ہے کہ وہاں کی برآمدات کی مالیت، درآمدات کی مالیت سے زیادہ ہو جس قدر برآمدات کی مالیت زیادہ ہوگی، اسی قدر وہ معیشت مستحکم ہوگی۔

مسلم ممالک اپنے ہاں پیدا ہونے والی اجناس، معدنیات اور محل وقوع کی بدولت زمانۂ قدیم سے تجارتی لین دین اور تجارتی راستوں کے اعتبار سے اہمیت کے حامل رہے ہیں۔ ابتداء میں تجارتی مال میں زیادہ تر ریشمی و سوتی کپڑا، اون، قالین، مصالحہ جات، عطر، زیورات وغیرہ شامل تھے۔ اس زمانے میں بحری راستوں کو زیادہ اہمیت حاصل تھی۔ بحیرۂ روم سے لے کر بحیرۂ قلزم، بحیرۂ عرب، خلیج بنگال اور بحیرۂ جنوبی چین تک ہر سمت مسلمان ملاحوں کی سرگرمیاں نظر آتی تھیں۔ پندرھویں اور سولھویں صدی عیسوی میں یورپی قوموں نے جب نئے علاقوں کی تلاش شروع کی تو انھیں مسلمان ملاحوں سے ہی مناسب رہنمائی حاصل ہوئی۔

موجودہ زمانے میں شعبہ تجارت میں بھی ہر لحاظ سے ترقی ہوئی ہے۔ ایک تو اشیائے تجارت میں نئی نئی اشیاء شامل ہو گئی ہیں اور دوسرا بحری راستوں کے ساتھ ساتھ ہوائی نقل و حمل بڑی اہمیت اختیار کر گئی ہے۔ مسلم ممالک سے زرعی اجناس، کپاس، پٹ سن، چائے، چاول، قہوہ خاصی مقدار میں برآمد ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ معدنی تیل اور خام معدنیات کا بھی ایک بڑا حصہ مسلم ممالک سے برآمد کیا جاتا ہے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق پوری دنیا میں پٹرولیم کا 40 فیصد مسلم ممالک سے برآمد ہوتا ہے۔ گزشتہ قریباً چوتھائی صدی سے مسلمان ممالک اپنی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

صنعتی استعداد کو بڑھانے کی طرف بھی خاطر خواہ توجہ دے رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی ضرویات کا بیشتر مشینی سامان و دیگر آلات دوسرے ممالک سے درآمد کرتے ہیں۔

مسلم ممالک کی درآمدات و برآمدات کا حال ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

اہم برآمدات

1- کپاس اور سوتی کپڑا

وادیٔ نیل اور وادیٔ سندھ کا علاقہ زمانۂ قدیم سے اعلیٰ کپاس کی پیداوار اور سوتی کپڑے کے لیے مشہور ہے۔ ان کے علاوہ عراق، سوڈان اور یوگنڈا میں بھی خاصی کپاس کاشت کی جاتی ہے۔ اپنی ضروریات پوری کر لینے کے بعد جو کپاس مسلم ممالک کے پاس بچ جاتی ہے وہ دیگر ممالک کے ہاتھوں بیچ دی جاتی ہے۔ روئی خریدنے والے ممالک میں برطانیہ، جرمنی، فرانس اور جاپان سرفہرست ہیں۔ اب چونکہ کپڑا تیار کرنے کی صنعت بھی خاصی ترقی کر گئی ہے اس لیے سوت اور سوتی کپڑا بھی جاپان اور امریکہ کو برآمد کیا جاتا ہے۔ روئی اور اس کی مصنوعات عراق، ایران، عرب امارات اور بنگلہ دیش کو بھی بھیجی جاتی ہیں۔

2- پٹ سن

دنیا میں سب سے زیادہ پٹ سن بنگلہ دیش میں پیدا ہوتی ہے۔ بنگلہ دیش پٹ سن اور اس کی مصنوعات قریباً تمام مسلم ممالک کو مہیا کرتا ہے۔ ان ممالک کے علاوہ جو دیگر ممالک پٹ سن کے خریدار ہیں ان میں برطانیہ، ہالینڈ، جرمنی، روس اور جاپان شامل ہیں۔

3- چاول

ویسے تو چاول کئی مسلم ممالک میں پیدا ہوتا ہے مگر بیشتر ممالک صرف اپنی ضرورت کے مطابق چاول کاشت کرتے ہیں۔ پاکستان اور مصر میں اعلیٰ قسم کا چاول پیدا ہوتا ہے جو بنگلہ دیش کویت، قطر، متحدہ عرب امارات، سعودی عرب، جرمنی اور برطانیہ کو برآمد کیا جاتا ہے۔

4- ربڑ

دنیا میں سب سے زیادہ ربڑ پیدا کرنے والے ممالک میں ملائیشیا اور انڈونیشیا شامل ہیں۔ ان ممالک میں ربڑ کی صنعت کو زیادہ ترقی حاصل نہیں ہوسکی اس لیے بیشتر ربڑ خام حالت ہی میں دیگر ممالک کو جن میں جرمنی، فرانس، برطانیہ اور جاپان سرفہرست ہیں بھیج دیا جاتا ہے۔ وہاں سے مسلم ممالک ربڑ کی مصنوعات خریدتے ہیں۔ حال ہی میں مسلم ممالک نے بھی خام ربڑ سے مصنوعات تیار کرنے کی طرف توجہ دینا شروع کی ہے۔

5- چائے اور قہوہ

انڈونیشیا، ملائیشیا اور بنگلہ دیش میں چائے بڑی مقدار میں کاشت ہوتی ہے۔ ان ممالک کی چائے مسلم ممالک کے علاوہ برطانیہ کو بھی بھیجی جاتی ہے۔ مسلم ممالک میں سب سے زیادہ قہوہ انڈونیشیا برآمد کرتا ہے۔ اس کے علاوہ سینیگال اور کیمرون بھی چائے برآمد کرتے ہیں۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

6- پھل اور سبزیاں

مسلم ممالک میں تازہ اور خشک پھل کی بھی تجارت ہوتی ہے۔ پاکستان سے خشک پھل اور سبزیاں خاصی مقدار میں خلیج فارس کے ممالک کو بھیجی جاتی ہیں۔

7- معدنی تیل

مسلم ممالک کی اہم ترین معدنی دولت معدنی تیل ہے۔ یہ ممالک ابھی تک تیل کو صاف کرنے اور اس سے دیگر مصنوعات بنانے کے سلسلے میں زیادہ ترقی نہیں کر پائے، اس لیے ان کا بیشتر تیل خام حالت میں ہی دوسرے ملکوں کے ہاتھوں بیچ دیا جاتا ہے۔ البتہ اب تیل کی مصنوعات تیار کرنے کے لیے مختلف ممالک باہمی تعاون کے ذریعے کارخانے قائم کر رہے ہیں۔

تیل برآمد کرنے والے مسلم ممالک میں سعودی عرب، کویت، عراق، ایران، متحدہ عرب امارات، لیبیا، انڈونیشیا اور برونائی دارالسلام شامل ہیں۔ معدنی تیل کے اہم خریدار یورپی ممالک اور جاپان ہیں۔

ان اشیاء کے علاوہ موریطانیہ خام لوہا، نائیجر یورینیم اور نائیجیریا تانبا یورپی ممالک کو برآمد کرتے ہیں۔

اہم درآمدات

مسلم ممالک زرعی پیداوار اور خام معدنیات کے اعتبار سے تو مالا مال ہیں البتہ ان کے ہاں ابھی تک وہ ٹریننگ اور مشینری موجود نہیں جس سے وہ اپنے وسائل کو بطریق احسن بروئے کار لاسکیں اور زیادہ سے زیادہ زرمبادلہ کما سکیں۔ ماضی قریب میں مسلمان ممالک نے اس سمت خصوصی توجہ دی ہے جس کی وجہ سے صورت حال آہستہ آہستہ بہتر ہوتی جا رہی ہے۔

مسلم ممالک مشینری، انجینئرنگ کا سامان، زرعی آلات اور متعدد متفرق اشیاء بڑی تعداد میں درآمد کرتے ہیں۔ ان درآمدی اشیاء میں بحری و ہوائی جہاز، ریلوے انجن، ٹریکٹر، کاریں، سکوٹر، ٹیلی ویژن، کمپیوٹر، گھڑیاں اور مصنوعی ریشہ وغیرہ شامل ہیں۔ یہ تمام اشیاء امریکہ، برطانیہ، فرانس، اٹلی، سویڈن، رومانیہ، جرمنی، روس، چین اور جاپان سے درآمد کی جاتی ہیں۔

مسلم ممالک اس درآمد کی جانے والی مشینری کی مدد سے کئی نئے کارخانے لگا رہے ہیں۔ توقع ہے کہ اگر یہ رفتار برقرار رہی تو مسلم ممالک نہ صرف یہ کہ اپنی درآمدات میں کمی کر سکیں گے بلکہ اپنے ہاں کے خام مال سے بہتر مصنوعات تیار کر کے قیمتی زرمبادلہ بھی وافر مقدار میں کمانے کے قابل ہو سکیں گے۔

تجارتی راستے

جب تک جدید ذرائع آمدورفت اور رسل و رسائل ایجاد نہیں ہوئے تھے، بیشتر ممالک کے مابین تجارت محدود پیمانے پر ہوتی تھی۔ مگر اب موٹر، ٹرک، ریل، بحری و ہوائی جہاز کی ایجاد نے انسانی سفر کو بھی سہل کر دیا ہے اور تجارت کو بھی فروغ حاصل ہوا ہے۔ اندرون ملک تو زیادہ تر تجارت ٹرکوں، بسوں یا ریلوں کے ذریعے ہوتی ہے مگر بیرون ممالک کے ساتھ تجارت ہوائی جہازوں اور بحری جہازوں کے ذریعے

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہوتی ہے۔

مسلم ممالک کا آپس میں اور دیگر ممالک کے ساتھ بحری راستوں سے اہم رابطے قائم ہیں۔ ترکی، پاکستان اور انڈونیشیا کے تو اپنے بحری جہاز ہیں جن کے ذریعے وہ تجارت کے سامان کالین دین کرتے ہیں۔ یہ مال بردار بحری جہاز مختلف بحری راستوں پر چلائے جاتے ہیں۔

مسلم ممالک کی اہم بندرگاہیں بحر اوقیانوس کے ساحل پر رباط اور لاگوس ہیں۔ بحیرۂ روم کے ساحل پر الجزائر، تیونس، طرابلس، سکندریہ، پورٹ سعید اور ازمیر کی بندرگاہیں واقع ہیں۔ استنبول بحیرۂ اسود کی اہم بندرگاہ ہے۔ بحیرۂ قلزم میں سویز اور جدہ، خلیج فارس میں کویت، بصرہ، آبادان اور بندر عباس اہم بندرگاہیں ہیں۔ بحیرۂ عرب کی اہم بندرگاہ کراچی ہے۔ خلیج بنگال میں کھلنا اور چٹاگانگ اہم بندرگاہیں ہیں۔ آبنائے ملاکا میں کوالالمپور اور جکارتہ اہم بندرگاہیں ہیں۔

فی زمانہ بڑے بڑے ہوائی جہازوں سے مال برداری کا کام بھی لیا جاتا ہے۔ اس سے وقت کی بچت بھی ہوتی ہے اور سامان نسبتاً محفوظ بھی رہتا ہے۔ مسلم ممالک میں سے اکثر نے اپنی ہوائی کمپنیاں قائم کر رکھی ہیں۔ ان میں پی آئی اے، السعودیہ، ایران ہواپیمائی، طیران مصر اور طیران الکویت نسبتاً اہم ہیں۔

مسلم ممالک میں واقع ہوائی اڈوں میں رباط، قاہرہ، استنبول، بیروت، عمان، جدہ، تہران، ڈھاکہ، کراچی اور جکارتہ زیادہ اہم ہیں۔ کراچی کا ہوائی اڈہ تو اہم ترین شمار کیا جاتا ہے کیونکہ ہوائی جہاز خواہ مشرق کو جائیں یا مغرب کو انھیں اپنی ضرورت کے پیش نظر کراچی کے ہوائی اڈے سے استفادہ کرنا ہوتا ہے۔

مسلم ممالک کے مابین تجارتی تعلقات

مسلم ممالک کا شمار ترقی پذیر ملکوں میں ہوتا ہے۔ ان میں سے اکثر کے ہاں خام مال فاضل مقدار میں پیدا ہوتا ہے مگر ان کے پاس ضروری صنعتی مشینری میسر نہیں کہ وہ اس خام مال سے صحیح معنوں میں فائدہ اٹھا سکیں۔ لہٰذا یہ ممالک تیار شدہ مال کے حصول کے لیے ترقی یافتہ ممالک کی طرف رجوع کرنے پر مجبور ہیں۔ البتہ اب کئی مسلم ممالک تیزی سے کارخانے لگا رہے ہیں تاکہ خام مال کی بجائے مصنوعات کی تجارت کو فروغ مل سکے۔ اس سلسلے میں اسلامی ممالک کی تنظیم نے بھی اہم کردار ادا کیا ہے۔ اب کئی مسلم ممالک نے آپس میں مشترکہ تجارتی کمپنیاں قائم کی ہیں۔ اسلامی بینک کا قیام جدہ میں عمل میں آچکا ہے۔ یہ بینک پیداوار کو بڑھانے اور تجارت کی غرض سے مسلم ممالک کو سرمایہ فراہم کرتا ہے۔ ان اقدامات کی بدولت مسلم ممالک کے مابین برآمدات اور درآمدات میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے، نیز ضرورت کی اشیاء نسبتاً آسانی سے میسر آنے لگی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تجارت فروغ پا رہی ہے اور لوگوں کا معیار زندگی بہتر ہو رہا ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سوالات

(الف) جواب دیں۔

1- اندرونی تجارت اور خارجہ تجارت سے کیا مراد ہے؟

2- مسلم ممالک کی اہم برآمدات اور درآمدات کون کون سی ہیں؟

3- مسلم دنیا کے اہم ہوائی اڈوں کے نام لکھیں۔

4- دنیائے اسلام کی اہم بندرگاہیں کون کون سی ہیں؟

(ب) درج ذیل میں سے جو صحیح ہیں ان کے سامنے "ص" اور جو غلط ہیں ان کے سامنے "غ" لکھیں۔

I- دنیا میں سب سے زیادہ معدنی تیل مسلم ممالک میں پیدا ہوتا ہے۔

II- پاکستان میں ادنیٰ قسم کا چاول کاشت ہوتا ہے۔

III- دنیا میں سب سے زیادہ پٹ سن پاکستان میں پیدا ہوتی ہے۔

IV- بحیرہ عرب کی اہم بندرگاہ کویت ہے۔

V- اسلامی ممالک کی تنظیم نے مسلم ممالک کے مابین تجارت کو فروغ دینے کے سلسلے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

(ج) عملی کام

1- مسلم ممالک کے خاکے میں اہم بندرگاہیں دکھائیں۔

2- مسلم ممالک کے خاکے میں اہم ہوائی اڈے ظاہر کریں۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

10 پاکستان میں شہری زندگی

ہم سب پاکستان کے شہری ہیں۔ شہری ہونے کی وجہ سے ہر فرد کے کچھ حقوق اور فرائض ہیں۔ ہر شہری کا حق ہے کہ حکومت اس کے جان اور مال کی حفاظت کرے، ترقی کے یکساں مواقع فراہم کریں، جائز کاروبار کے ذریعے روزی کمانے کی سہولتیں مہیا کرے اور اسے معاشرتی وسیاسی سرگرمیوں میں شریک ہونے کے ضروری مواقع فراہم کرے۔

ہر شہری کا فرض ہے کہ وہ ملک کا وفادار رہے اور ملکی قوانین وضوابط کی پابندی کرے۔ اگر کوئی ذمے داری کسی شہری کے سپرد کی جائے تو وہ اسے بطریق احسن نبھائے۔ ایک شہری کا یہ فرض بھی ہے کہ وہ دوسرے شہریوں سے مل جل کر رہے اور اپنے قول وفعل سے کسی کو نقصان نہ پہنچائے نیز درپیش معاشرتی مسائل کو مل جل کر حل کرے تاکہ افراد اور مُعاشرہ دونوں ترقی کریں۔

شہری چاہے شہروں میں رہتے ہوں یا دیہی علاقوں میں، انھیں بہت سے مسائل اور مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ ان میں خوراک، رہائش، تعلیم صحت وصفائی اور دیگر ضروری آسائش زندگی فراہم کرنے کے مسائل بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ ان مسائل کو حل کرنے کے لیے مقامی سطح پر کئی ادارے قائم کیے جاتے ہیں۔ ان میں یونین کونسلیں، میونسپل کمیٹیاں اور ضلع کونسلیں شامل ہیں۔ انھیں مقامی حکومت خود اختیاری کا نام دیا جاتا ہے۔

مقامی حکومت خود اختیاری سے مراد وہ ادارے ہیں جو مقامی سطح پر لوگوں کی رائے سے قائم کیے جاتے ہیں تاکہ وہ مخصوص مقامی مسائل کو حل کر کے نہ صرف ایک فرد بلکہ اپنے پورے علاقے کی ترقی کے لیے اقدامات کریں۔ مقامی حکومت خود اختیاری سے باہمی تعاون بڑھتا ہے اور اپنی مدد آپ کے اصول کے تحت علاقے کی بہتری کے لیے اقدامات ممکن ہوسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ مقامی حکومت خود اختیاری سے لوگوں میں اعتماد پیدا ہوتا ہے کہ وہ اپنے مسائل اپنی کوششوں سے حل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

پاکستان کے تمام صوبوں میں مقامی حکومت خود اختیاری کا نظام کام کرتا رہا ہے۔ اس کے انتخابات بھی ہوتے ہیں۔

مقامی حکومت خود اختیاری کے موجودہ نظام کا اعلان 14 اگست 2000ء کو ہوا۔ اس کے بعد مقامی حکومتوں کے انتخابات منعقد کیے گئے اور ایک سال کے بعد یعنی 14 اگست 2001ء کو مقامی حکومت خود اختیاری کے موجودہ نظام نے کام کرنا شروع کر دیا۔

مقامی حکومت کے ادارے تین سطحوں پر قائم کیے گئے ہیں۔ پہلی اور ابتدائی سطح کا نام یونین کونسل ہے۔ دوسری سطح پر تحصیل کونسل قائم کی گئی ہے۔ تیسری اور سب سے بڑی سطح ضلع کی ہے جہاں ضلع کونسل قائم کی گئی ہے۔ پاکستان کے ہر ضلع میں ایک ضلع کونسل کام کر رہی ہے۔

یونین کونسل

مقامی حکومت خود اختیاری کی بنیادی اکائی یونین کونسل ہے جس کے ممبران کو عوام اپنے ووٹ سے براہ راست منتخب کرتے ہیں۔ یونین کونسل کے ممبران کی تعداد 13 ہے جس میں مردوں کے علاوہ خواتین اور مخصوص مفادات کو نمائندگی حاصل ہے۔ مخصوص مفادات میں مزدور، کسان اور مذہبی اقلیتیں شامل ہیں۔ ہر یونین کونسل کے لیے ایک ناظم اور ایک نائب ناظم ہوتا ہے۔ ان دونوں عہدہ داران کو عوام اپنے ووٹوں سے منتخب کرتے ہیں۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

یونین کونسل کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے علاقے کے لیے بنیادی سہولتیں فراہم کرے مثلاً سڑکوں اور گلیوں کی تعمیر اور مرمت، بجلی پانی اور صفائی کا بندوبست اور فلاحی کاموں کا کرنا۔ ترقی اور فلاح کے منصوبوں کا نفاذ بھی اس کے فرائض میں شامل ہے۔

تحصیل کونسل

تحصیل میں واقع تمام یونین کونسلوں کے نائب ناظم تحصیل کونسل کے ممبر ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ ہر تحصیل کونسل میں کچھ نشستیں مخصوص کی گئی ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

عورتوں کے لیے	33فیصد
کسانوں اور مزدوروں کے لیے	5فیصد
مذہبی اقلیتوں کے لیے	4فیصد

ان مخصوص نشستوں کے لیے ممبران کا انتخاب اس تحصیل کی یونین کونسلوں کے ممبران کرتے ہیں۔ ہر تحصیل کونسل کے لیے ناظم کا انتخاب یونین کونسلوں کے ممبر کرتے ہیں اور نائب ناظم کو تحصیل کونسل خود چنتی ہے۔

ہر تحصیل کونسل اپنے علاقے میں متعین کردہ فرائض سرانجام دیتی ہے تاکہ عام شہری کی زندگی پرسکون اور بہتر گزرے۔ ضلع کونسل بھی کچھ کام اس کے ذمے لگا سکتی ہے۔

ضلع کونسل

مقامی حکومت خود اختیاری کے نظام میں ضلع کونسل کو بہت اہمیت حاصل ہے کیونکہ ضلع کونسل اپنے ناظم کے ذریعے ضلعی حکومت کے طور پر کام کرتی ہے۔

ضلع میں واقع یونین کونسلوں کے ناظم ضلع کونسل کے ممبر ہوتے ہیں اس طرح ضلع کونسلوں کے ممبروں کی تعداد مختلف ضلعوں میں مختلف ہوتی ہے۔ بڑے ضلعوں میں زیادہ ممبر اور چھوٹے ضلعوں میں کم۔ اس کے علاوہ ضلع کونسل میں ایک تہائی نشستیں عورتوں کے لیے، 5 فی صد کسانوں اور مزدوروں کے لیے اور 5 فی صد مذہبی اقلیتوں کے لیے مخصوص کی گئی ہیں جن کو ضلع میں واقع یونین کونسلوں کے ممبران منتخب کرتے ہیں۔

ہر ضلع کونسل میں ایک ناظم ہوتا ہے، جس کو ضلع میں واقع یونین کونسلوں کے ممبران منتخب کرتے ہیں۔ ضلع کے نائب ناظم کو ضلع کونسل کے ممبران منتخب کرتے ہیں۔ ضلعی ناظم اپنے ضلع کا انتظامی سربراہ ہوتا ہے۔ ضلعی انتظامیہ اس کو جواب دہ ہوتی ہے۔ پولیس بھی اس کے احکامات کے مطابق کام کرتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں ضلع کی انتظامی قیادت سرکاری افسران سے لے کر منتخب نمائندوں کے سپرد کر دی گئی ہے۔ ضلعی ناظم ضلع کی حکومت کو سرکاری افسران اور ملازمین کی مدد سے چلاتا ہے۔

ضلع کی سطح پر ڈپٹی کمشنر کا عہدہ ختم کر دیا گیا ہے۔ اس کی جگہ ضلعی رابطہ آفیسر کام کرتا ہے۔ جو کہ ضلع کے منتخب ناظم کو جواب دہ ہوتا ہے۔ ضلع کے جملہ انتظامی، قانون کے نفاذ، امن عامہ، عوامی فلاحی اور ترقیاتی امور کو ضلع کونسل کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ صوبائی حکومت ضلع کونسل اور انتظامیہ کو ضروری مالی وسائل مہیا کرتی ہے۔ ضلع کونسلیں خود بھی ٹیکس لگانے کے محدود اختیارات رکھتی ہیں۔

اس نظام کے تحت وفاقی صدر مقام (اسلام آباد)، صوبائی صدر مقامات (لاہور، کراچی، پشاور اور کوئٹہ) اور کچھ دوسرے بڑے شہروں

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کو ضلع کا درجہ دے کر وہاں ضلع کونسل قائم کی گئی ہے۔ یہ شہری ضلعے عام ضلعوں کی طرح کام کرتے ہیں۔

اس بات کا تذکرہ ضروری ہے کہ اب ڈویژن کی انتظامی اکائی ختم کر دی گئی ہے۔ انتظامی معاملات میں اب ضلع کے بعد صوبہ آتا ہے۔

مقامی حکومت خود اختیاری میں ووٹ دینے کی کم سے کم عمر 18 سال ہے۔ ماضی میں یہ حد 21 سال ہوا کرتی تھی۔ اس طرح نوجوانوں کی بڑی تعداد کو انتخابی عمل میں شریک ہونے کا موقع ملا۔

14 اگست 2001ء سے مقامی حکومت خود اختیاری کا نیا نظام کام کر رہا ہے جس سے مفید نتائج برآمد ہوئے۔

مقامی حکومت خود اختیاری کے اداروں کا بنیادی مقصد یہ ہوتا ہے کہ مقامی سطح پر اقدامات کر کے عام شہری کو زندگی کی بہتر سہولتیں مہیا کی جائیں اور مقامی مسائل کو جہاں تک ممکن ہو سکے۔ مقامی سطح پر طے کیا جائے۔ اخراجات کو پورا کرنے کے لیے حکومت رقم مہیا کرتی ہے۔ اس کے علاوہ یہ کونسلیں اپنے علاقوں میں مقامی ٹیکس اور چونگی وغیرہ لگا کر اپنے اخراجات پورے کرتی ہیں۔ بہت سے منصوبے اپنی مدد آپ کے جذبے کے تحت مکمل طور پر مقامی رضا کارانہ وسائل سے پایہ تکمیل تک پہنچائے جاتے ہیں۔

کنٹونمنٹ بورڈ

کئی شہروں کے قریب فوجی چھاؤنیاں قائم ہیں۔ انھیں انتظامی طور پر شہر سے الگ رکھا جاتا ہے۔ چھاؤنی کے علاقوں میں مقامی مسائل کو حل کرنے اور شہری سہولتوں کو خاطر خواہ انداز میں مہیا کرنے کے لیے کنٹونمنٹ بورڈ قائم کیے جاتے ہیں۔ کنٹونمنٹ بورڈ چھاؤنی کے علاقے میں وہی فرائض سر انجام دیتا ہے جو شہری علاقے میں میونسپل کمیٹی کے سپرد ہوتے ہیں۔

صحت و صفائی

ہمارے شہروں اور دیہات کی آبادی بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ آبادی بڑھنے کے اس رجحان سے جو معاشرتی مسائل پیدا ہوتے ہیں ان میں صحت اور صفائی کے مسائل بھی شامل ہیں۔

صحت اور صفائی کا ایک دوسرے سے بہت قریبی تعلق ہے۔ اگر محلوں، دیہات اور شہروں میں ضروری صفائی کا بندوبست نہ کیا جائے اور ہر طرف گندگی کو پھیلنے دیا جائے تو شہریوں کی صحت کو نقصان پہنچنا شروع ہو جاتا ہے۔ جب تک صفائی کا خیال نہ رکھا جائے اچھی صحت کی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔

ہر شہری کا فرض ہے کہ وہ صفائی اور صحت کا خیال رکھے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہر شخص اپنی ذاتی جائے رہائش اور کام کی جگہ کی صفائی کا خیال رکھے۔ ذاتی صفائی سے مراد یہ ہے کہ وہ جسم کے تمام اعضاء کی صفائی رکھے۔ ہاتھ، منہ، دانت اور ناخنوں کی صفائی ضروری ہے۔ صاف ستھرا لباس پہنے، کھانا کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونا اچھی عادت ہے۔ دانتوں کی باقاعدہ صفائی بھی اچھی صحت کے لیے ضروری ہے۔

ذاتی صفائی کے علاوہ اپنا گھر، سکول، کام اور کھیلنے کی جگہ کی صفائی کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ اگر ان جگہوں میں غلاظت پھیلی ہوئی ہوگی تو صحت کے خراب رہنے یا بیمار ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔

اکثر یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ لوگ اپنے گھروں کی صفائی کر کے کوڑا کرکٹ گلی اور کوچے میں پھینک دیتے ہیں۔ یہ بہت غلط عادت ہے کیونکہ صرف گھر کو صاف رکھنا کافی نہیں ہوتا۔ بلکہ اپنے محلے، گلی اور سڑک کی صفائی کی طرف بھی توجہ دینا ضروری ہے۔ صاف ستھرے محلے،

www.iqbalkalmati.blogspot.com

رہنے والوں کے اچھے ذوق کا پتا دیتے ہیں۔ صفائی وستھرائی کے بعد کوڑے کرکٹ کو اس کے لیے مخصوص کردہ جگہ پر ڈال دینا چاہیے۔

ان اقدامات سے صحت مند ماحول کو فروغ ملتا ہے اور لوگ بہت سی بیماریوں سے محفوظ رہتے ہیں۔ مقامی حکومتوں کی طرف سے قائم کردہ باغات اور سیر گاہوں میں چہل قدمی کرنے سے بھی صحت پر اچھا اثر پڑتا ہے۔ باغات اور سیر گاہیں تمام لوگوں کے استعمال کے لیے ہوتی ہیں۔ ان کی صفائی کا خیال رکھنا ہم سب کا فرض ہے۔ ان میں لگے ہوئے پھولوں، پودوں اور درختوں کو خراب نہیں کرنا چاہیے تاکہ ان کی خوبصورتی قائم رہ سکے۔

اگر کسی ملک کے لوگ صحت مند ہوں گے تو وہ لوگ اپنے فرائض منصبی بخوبی سرانجام دے سکیں گے جس سے ملک ترقی کرے گا اور لوگ خوش حال رہیں گے۔

اسلام نے جسم اور لباس کی صفائی اور پاکیزگی پر بہت زور دیا ہے۔ ماحول کی صفائی کو بھی اہمیت دی گئی ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صفائی کو ایمان کی صفات میں سے ایک صفت قرار دیا ہے۔ ہم سب کا ذاتی، معاشرتی اور اسلامی فرض ہے کہ صاف ستھرے انداز اور ماحول میں زندگی گزاریں۔ ایسا کرنے سے ہماری صحت اچھی رہے گی اور ہم بہت سی بیماریوں سے محفوظ رہیں گے۔

منشیات اور اس کے مضر اثرات

آج کل ہمارے مُعاشرے میں دیگر برائیوں کے ساتھ ساتھ منشیات کے استعمال کا رجحان بڑھ رہا ہے۔ شراب نوشی، ہیروئن کا استعمال اور اس طرح کے دیگر نشے عام ہوتے جا رہے ہیں جس سے لوگ خطرناک بیماریوں اور مسائل کا شکار ہو رہے ہیں۔ ہمیں منشیات سے بچنا چاہیے اور دوسروں کو بھی ان سے بچنے کی ترغیب دینی چاہیے۔

سوالات

(الف) جواب دیں۔

1- مقامی حکومت خود اختیاری سے کیا مراد ہے؟

2- یونین کونسل کیا کیا کام کرتی ہے؟

3- ضلع کونسل کے اہم فرائض کون کون سے ہیں؟

4- صحت اور صفائی کی اہمیت پر نوٹ لکھیں؟

(ب) درج ذیل بیانات میں سے جو درست ہیں ان کے سامنے (✓) کا نشان لگائیں۔

I- یونین کونسلیں اور ضلع کونسلیں مقامی حکومت خود اختیاری کے ادارے ہیں۔

II- اچھی صحت کے لیے صفائی بڑی اہم ہے۔

III- بڑے شہروں میں میونسپل کارپوریشن قائم کی جاتی ہے۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com